بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۳ | بابت ماہ جولائی ۱۹۱۸ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۷

قیمت سالانہ: عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے (۳ روپے)

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور

چودھری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

قیمت بہرحال پیشگی

خریداران تشحیذ

حضرات! ششماہی گذر گئی مگر آپ میں سے کئی ہیں جنہوں نے ابھی تک ۱۹۱۸ء کا چندہ سالانہ بلکہ اس سے پہلے سال کا بھی ادا نہیں کیا۔ توجہ کی ضرورت ہے۔ آخر ہم اپنے خرچ کسطرح چلائیں۔ الحمد للہ کہ رسالہ بلحاظ مضامین پسند خاطر اہل نظر ہے۔

قواعد عربی

حصہ اول میزان الصرف مولفہ مولوی غلام رسول صاحب مولوی فاضل منشی فاضل مدرس مشن ہائی سکول جالندھر میری نظر سے گذرا۔ یہ رسالہ مبتدی کیلئے نہیں بلکہ منتہی کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ اس سال میں کچھ سقم بھی ہیں۔ جو نوٹ کر لیے گئے ہیں۔ مگر بوجہ قلت گنجائش کسی دوسری اشاعت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲ ار مولف سے منگوائیں +

بتقریب عید الفطر کتب میں خاص رعائت

مندرجہ ذیل کتابوں میں رعایت ہے۔ جو صاحب رسالہ پہنچنے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر درخواست کرینگے وہ اس رعایت سے مستفید ہو سکیں گے۔

مجموعہ الہامات مکمل ست بچائے ۱۲ عہ کے عہ میں ۔ ۱۲/ کی کتابیں ۱۰ ار میں

البرق	طب روحانی	مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی	الوصیت پر نظر	احمدی عقائد	بیوی کی تعلیم
تاویل المتشابہات	مور کہ سیدہ	لا تکفروا اہل القبلہ	نشان رحمت	قصیدہ مہدویہ	ایک پارہ الحمد شیخ یعقوب علی صاحب
۲ر	عہ	ار	ار	۴ر	۲ر

نور خلافت

ان کے علاوہ ایجنسی تشحیذ کی مندرجہ ذیل کتب نصف قیمت پر دی جاویں گی۔ یہاں پر اصل قیمت لکھی گئی۔

مکتوبات حصہ اول	پرانی تحریریں	الاسماء الحسنی	الموعظة الحسنہ
۸ر	۲ر	۵ر	۲ر
سلک مروارید	ترجمہ القرآن پارہ ۲۴ تا ۲۹ ہر ۳ر	چمکار مہدی	وفات نامہ مولوی عبد الحی صاحب
ار	۴ر	۸ر	ار

منیجر تشحیذ

درِّ ثمین پر آریوں کے حملے کا دفاع

ہندوستان "جنت نشان" میں بود و باش رکھنے والی کثیر التعداد دو قومیں ہی ہیں یعنی "ہندو" و "مسلمان" ان میں باہم اتفاق کی از حد ضرورت ہے۔ ہر دو میں باہمی اتحاد و یگانگت پیدا کرنیکا خیال دونوں قوموں کے ممتاز افراد میں ایک مدت سے کم و بیش پایا جاتا ہے ان کا خیال ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کوشش رہی ہے۔ کہ کسطرح "بھارت" کے "سپوتوں" میں باہم صلح صفائی اور آپس کے تمدنی و کاروباری تعلقات زیادہ سے زیادہ نہایت ہی خوش اسلوبی سے قائم ہو جائیں۔ کیونکہ ہندوستان کی مثال ایک گاڑی کی مانند ہے۔ جس کے دو پہئے یعنی ہندو و مسلمان ہیں پس گاڑی کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی جب تک کہ دونوں پہئے متحد ہو کر نہ چلیں۔ جب باہمی "اتحاد" ہی مفقود ہو تو ہندوستان کی "خوشحالی" و "ترقی" کیسے ہو سکتی ہے۔ اس مبارک خیال "اتحاد" کے موید ہی "ممتاز افراد" نہیں ہیں بلکہ ہر ایک متنفس جو اپنے پیارے "وطن" کی خوشحالی و ترقی کا خواہاں ہے۔ اسی بات کا متمنی نظر آئیگا۔ کہ جسطرح بھی ہو باہمی اتفاق و اتحاد کی لہریں ہمارے وطن میں موجزن اور ساتھ ہی عملی نتیجہ بھی دکھلاتی ہوئی نظر آئیں۔ ماسوا ان کے خود ہماری "عادل گورنمنٹ" کی ہمیشہ سے یہی تمنا رہی ہے کہ ان ہر دو قوموں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے اور "ہندوستان" آئے دن کی بدمزگیوں اور الجھنوں سے جو وقتاً فوقتاً اپنا ظہور دکھلاتی رہتی ہیں مخلص پائے۔

لیڈران قوم و افراد قوم اور خود عادل گورنمنٹ کے ایسے پاک خیالات کے ہوتے ہوئے بھی بد قسمتی سے اس "بھارت ورش" کے اندر ایسے افراد بھی دکھائی پڑتے ہیں جو نہیں چاہتے کہ یہ پاک خیال یعنی باہمی "اتحاد" اس ملک میں ہو جائے۔ بلکہ اُن کا ہر دم یہی نصب العین رہتا ہے کہ جسطرح بھی ہو آپس میں کشیدگیاں بڑھیں۔ ہر وقت سر پھٹول ہوتی رہے۔ ایک کو دوسرے سے بدظنی ہو جائے وغیرہ اور عادل و رحم دل گورنمنٹ بھی ان قضیوں میں الجھی رہے۔ ایسے اصحاب

علانیہ ایسا نہیں کرتے اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اُنکی دال نہیں گل سکتی بلکہ وہ اپنے مقصد کو کامیاب بنانے کیلئے مذہبی جامہ پہن کر "مذہب" ہی کی آڑ میں ایسے افعال ناشائستہ کرتے ہیں جسکے ذریعہ اتفاق کی بجائے نفاق محبت کی بجائے نفرت۔ پیار کے بدلے عداوت پھیلے۔ اس قماش کے لوگوں میں سے حیف ہے اگر بعض کا کام ایڈیٹر بھی ہوں جو نہ چاہیں کہ ملک میں امن و اتحاد کا دور دورہ ہو۔ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسا شاخسانہ چھیڑ دیں۔ جس سے باہمی دلوں میں سے اتحاد و یگانگت اٹھ جائے اور ان کی جگہ "کینہ و حسد" آ براجیں۔

آجکل آریہ گزٹ نے احمدیوں کے برخلاف ایک شوشہ چھوڑا ہے۔ جو یہ ہے کہ کتاب درثمین (جو مسیح موعودؑ کی مختلف اوقات میں کہی ہوئی نظموں کا مجموعہ ہے) سے چند اشعار نقل کرکے اخبار کے ذریعہ یہ شوروغل مچادیا ہے کہ "کتاب قادیان ہائی سکول میں ہندو طلباء کو جبراً پڑھائی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کے اشعار اشتعال انگیز اور نفرت انگیز ہیں ہمارا کلیجہ ان اشعار کو پڑھتے ہوئے پھٹتا ہے"۔ اس الزام کا جواب کہ "یہ ہندو طلباء کو جبراً پڑھائی جاتی ہے" اخبار الفضل و فاروق قادیان وغیرہ میں دیا جا چکا ہے جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ یہ محض احمدیوں پر اتہام لگایا گیا ہے۔ سکول میں کسی ہندو لڑکے کو تو کیا مسلمان کو بھی نہیں پڑھائی جاتی۔ کیونکہ یہ سکول کے نصاب ہی میں نہیں اب ایڈیٹر آریہ گزٹ کی الزام کی اس دوسری وجہ کا جواب کہ "کتاب درثمین اشتعال انگیز ہے"۔ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم اس بیہودہ الزام کا جواب دیں۔ ایک سوال ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں جواب کیلئے پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ ایڈیٹر صاحب! آپ "اظہار حقیقت" اور "دشنام دہی" میں کچھ فرق کرینگے یا نہیں اگر نفی میں جواب ہے۔ تو یہ امر آپکی علمیت کی حقیقت کو آشکار کردیگا۔ اگر ارشاد ہو کہ فرق ہے تو جب "فرق ہے" تو ساتھ ہی آپ کا اخبار میں ان اشعار کے متعلق عوام کو بھڑکانا عبث ثابت ہوا۔ کیونکہ جتنے بھی اشعار حضرت مسیح موعودؑ نے لکھے ہیں سب امر واقعہ کا اظہار ہیں۔ نہ کہ دشنام دہی یا سب و شتم۔ مسیح موعودؑ سب و شتم کے سخت خلاف ہیں۔ دیکھئے اس نظم کے اندر فرما رہے ہیں۔

ہم بد نہیں ہیں کہتے اُن کے مقدسوں کو
تعلیم ہیں ہماری حکمِ خدا یہی ہے
ہمکو نہیں سکھاتا وہ پاک بد زبانی
تقویٰ کی جڑھ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

ہاں اظہار حقیقت اپنے اندر مرارت کا پہلو ضرور رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ تو مثل مشہور ہے "الحق مر" حق ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے۔ اسمیں مسیح موعودؑ پر کیا الزام۔ سنو۔ اصل قصور آریہ سماج یا اُس کے بانی یا تمہارے مسافر کا ہے جنہوں نے اسلام کیلئے سب و شتم کو جائز قرار دیا۔ اور وہ وہ دل آزار فقرات استعمال کیے کہ کوئی نیک دل آریہ بھی اُن کے سُننے کا روادار نہوگا۔ اس لیے قابل ضبطی اگر کوئی کتاب ہے تو ستیارتھ پرکاش اور کلیات مسافر۔ نہ کہ دُرِثمین۔ جس کے اشعار واقعات پر مبنی ہیں۔ مثلاً ایڈیٹر آریہ گزٹ نے ان اشعار پر اعتراض کیا ہے۔

اُسے وید کی راہ نہ آئی پسند الخ

مہاشہ صاحب کیا یہ اشعار کسی واقعیت پر مبنی نہیں۔ کیا واقعی گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ کا ویدوں کی نسبت یہ خیال نہیں جسے مسیح موعودؑ نے نظم کا جامہ پہنا دیا ہے۔ اگر معلوم نہو تو دیکھو اپنے گرو کی ستیارتھ ص ۳۴۰ جہاں سوامی جی نے شری نانک دیو کا قول نقل کیا ہے۔ جو اُنکا ویدوں کے متعلق تھا۔

"وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی
سنت کی مہما وید نہ جانی"

سوامی جی کہتے ہیں۔ وید تو سب علوم کا بھنڈار ہے۔ لیکن چاروں ویدوں کو کہانی جو کہے۔ اُنکی باتیں سب کہانی ہیں۔ الخ

مہاشہ جی بتلایئے مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا اشعار کسی امر واقعہ کا اظہار کرتے ہیں یا نہیں "نہیں" تو آپ کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ آپکے مہرشی نے خود لکھا ہے کہ نانک دیو ویدوں کی نسبت ایسے ہی خیال رکھتے تھے جیسا کہ آپ پُرانوں کے متعلق۔ جیسے آپ پُرانوں کو کہانیاں کہکر مسترد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت باوا نانک دیوؒ نے ویدوں کو کہانیاں کہکر مسترد کر دیا۔ جناب کے

امر واقع کا انکار آپ کیسے کر سکتے ہیں۔ اور ملاحظہ ہو گرنتھ صاحب مارو محلہ۔ بابا صاحب فرماتے ہیں:۔

وید پڑھے ہر نام نا بوجھے
مایا کارن پڑھ پڑھ لوجھے

ترجمہ:۔ ویدوں کے پڑھنے سے شانتی حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ وید کی تعلیم دنیاوی کمندوں اور ملونیوں میں پڑنے کی ترغیب دیتی ہے۔

اسطرح گرنتھ صاحب و جنم ساکھی میں بہت سے اقوال حضرت باوا نانکؒ کے ویدوں کی تردید میں موجود ہیں جنکا اعادہ اسوقت بوجہ طوالت نہیں کرتے ان سے ہی مہاشہ صاحب کو پتہ لگ گیا ہوگا۔ کہ یہ اشعار دشنام دہی ہیں یا اظہار امر واقع۔

پھر ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ ان اشعار پر اعتراض کرتے ہیں جو صفحہ ۳ ۸ پر ہیں۔

آریوں پر ہے صد ہزار افسوس دل میں آتا ہے بار بار افسوس الخ

مہاشہ صاحب آپ کو چاہیئے کہ اسلامی لٹریچر سے اگر واقفیت نہیں تو اپنا لٹریچر تو ضرور دیکھا کریں اگر آپنے مسافر کی کتاب خبط احمدیہ پڑھی ہوتی۔ تو نہ یہ اشعار نقل ہوتے نہ اتنی گوگو میں ہوتی۔ دیکھو کلیات مسافر ص۵۰۵۔ وہاں پنڈت لیکھرام نے حضرت مرزا صاحبؑ سے خدا کے حضور فیصلہ چاہا ہے۔ چنانچہ اپنے قلم سے لکھتا ہے "اے پرمیشور ہم دونوں (مرزا صاحبؑ و لیکھرام) میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دھرم ہے اسکو نہ تلوار بلکہ پیار سے معقولیت اور دلایل کے اظہار سے جاری کر اور مخالف کے دل پر اپنا ست گیان پرکاش کر تاکہ جہالت و تعصب و جور و ستم کا ناش ہو۔ کیونکہ کاذب صادق کیطرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔"

پس جب اس مباہلہ کا نتیجہ مسیح موعودؑ کے حق میں نکلا۔ تو کیا یہ کم کرامت ہے۔ اس کرامت کا ذکر مسیح موعود محولہ بالا اشعار میں کر کے آریہ صاحبان کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ افسوس نشان دیکھ کر کین و نخوت اور اندھیرے میں پڑے ہوتے ہو۔ یہ اظہار امر واقع ہے نہ کہ دشنام دہی

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

والی نظم (جو "قادیان کے آریہ اور ہم" میں قادیان کے آریوں کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہے) سے

دس گیارہ" شعر نقل کر دیئے ہیں۔ ہم مہاشہ جی کو بتلاتے ہیں۔ کہ وہ "اخبار شبھ چنتک قادیان" کے پرانے فائل اٹھا کر دیکھیں۔ اور پھر اس کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" کو پڑھیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ آیا ان اشعار میں بھی حقیقت کا اظہار ہے یا دشنام دہی سے کام لیا گیا ہے اور پھر ان اشعار کے نیچے حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ دیکھئے صفحہ ۹۳ حاشیہ۔

"یاد رہے کہ یہ ہماری رائے ان آریہ سماجیوں کی نسبت ہے، جنہوں نے اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخبارات کے ذریعہ سے اپنی گندی طبیعت کا ثبوت دیا ہے۔ اور ہزاروں گالیاں خدا کی پاک نبیوں کو دی ہیں۔ (جیساکہ آگے چل کے ہم دکھائینگے) جنکی اخبار اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں مگر شریف طبع لوگ (آریہ) اسجگہ ہماری مراد نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ ایسے طریق کو پسند کرتے ہیں۔ منہ

پھر حضرت صاحب صفحہ ۹۲ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "اگر ایسے لوگ بھی ان میں ہیں جو خدا کے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے۔ اور صلاحیت اور شرافت رکھتے ہیں وہ ہمارے اس بیان سے باہر ہیں"

مہاشہ صاحب کیا درشمین کے پڑھتے وقت یہ عبارتیں نظر نہیں آئی تھیں۔ دیکھئے یہ محولہ بالا عبارت سب باتوں کا فیصلہ کر رہی ہے۔ یعنی مسیح موعود تو صاف فرما رہے ہیں کہ یہ رائے ان لوگوں کے متعلق ہے جو نبیوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ نہ ان لوگوں کے متعلق بھی جو شرافت و صلاحیت رکھتے ہیں

اخیر میں ہم ایڈیٹر آریہ گزٹ کی تسلی کے لئے پنڈت لیکھرام صاحب کی گلفشانیوں کا کچھ نمونہ دیتے ہیں۔ تا انہیں مسیح موعودؑ کا صدق مقال اور ہمارا تحمل ظاہر ہو۔ نیز گورنمنٹ عالیہ فیصلہ فرما سکے کہ قابل ضبطی کتاب کونسی ہے۔ آیا درشمین یا پنڈت لیکھرام کی تصنیف۔

پنڈت لیکھرام کی گالیوں کی مختصر فہرست

۱۔ جس نے شراب پی اور اپنی دختروں سے جماع کیا۔ جھوٹ بولا۔ تکذیب براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۳۵ (حضرت لوط کی بابت)

۲ - جس نے بت پرستی کی صدہا عورتوں سے زنا کیا - قتل کیا - کیا وہ مومن ہے تکذیب براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۳۵ (حضرت سلیمان کی بابت)

۳ - جس نے جھوٹ بولا بہن سے جماع کیا کیا وہ مومن ہے - صفحہ ۱۳۵ (حضرت ابراہیم کی نسبت)

۴ - جس نے قتل عام کرائی - زنا کرائے - بیگناہ بچے مروائے - باکرہ چھوکریوں سے زنا بالجبر کرائے - جھوٹ بولا - خدا کے الہام کی بیقدری کی کیا وہ ایماندار ہے (حضرت موسیٰ کی بابت)

۵ - جس نے ایک عورت خاوند والی سے زنا بالجبر کیا - اور اس کے خاوند کو قتل کرایا - جھوٹ بولا - کیا وہ مومن ہے - تکذیب صفحہ ۱۳۵ (حضرت داؤد کی بابت)

۶ - جس نے بت پرستی کی اور کرائی اور خدا کے نام پر الزام لگایا - جھوٹ بولا - لوگوں کو دھوکہ دیا قتل کرایا - کیا وہ مومن ہے - ،، صفحہ ۱۳۵ (حضرت ہارون کی بابت)

۷ - جس نے خاص و عام کیواسطے چار عورتیں اور اپنے واسطے بے تعداد اور خصوصاً جائز بتلائیں قتل و جہاد کرائے - گوشت خوری کی - بت پرستی کی - صدہا علمی کتابوں کو جلایا - بے نکاح عورتوں سے جماع کئے - اور اپنے بیٹے کی جورو سے دل لگایا - اور بے نکاح صحبت کی اور یہ سب الزام بعوض اقراری ہونیکے خدا کے ذمہ لگائے - کیا وہ مومن ہے - (آنحضرت صلعم کی بابت) تکذیب حصہ اول صفحہ ۱۳۵ -

۸ - شراب کا پینا تمام گذشتہ نبیوں کے مذہب میں بے وسواس ہے - اور قرآن کی رو سے بھی منافع للناس ہے - حضرت نوح و لوط و سلیمان و عیسیٰ وغیرہ نبی شراب پیتے تھے - اور اسکے سہارے جیتے تھے " تکذیب حصہ اول صفحہ ۱۳۵ -

۹ - آپکے (مسلمانوں) پیغمبر صاحب بھی جنت میں اسکے پیر مغاں ہیں - اور اُن کی بدولت تمام مومناں سرشار و سرگرداں ہیں " تکذیب حصہ اول صفحہ ۱۳۵ -

۱۰ - حور و غلمان کے شہوی گمان سے بچکر " تکذیب اول صفحہ ۲۱۹

۱۱ - ورنہ حوروں کی تمنائیں و سر لگانا - شہوت پرستی بڑھانا ہے جو سراپا وہم و گمان اور جنجال ہے " تکذیب اول صفحہ ۲۱۹

۱۲ - آپکو (مسیح موعودؑ) بغض باطنی سے نرض کرنیکی مرض ہے - تکذیب حصہ اول صفحہ ۲۲۱

۱۳- الحارث اونٹ پر چڑھی جارہی تھی سائیں حضرت کا دل مفتون ہو گیا- اور فتوے جاری کیا کہ اونٹ اور اونٹ والی میری ہے- تکذیب اول صـ ۲۸۱

ہمارے سید و مولے حضرت مرزا صاحب کی نسبت

۱۴- سچ ہے- اس بیت الحرامی کو حرام و حلال کی تمیز نہیں اور اسکی مُردار طبیعت میں سوائے خونخواری کے حرام و حلال اور کوئی چیز نہیں-

گر تجھے شرم کچھ ہے اے مرزا — شرمساری سے ڈوب کر مرجا
یہ جو بیہودہ بک رہا ہے تو — سگِ دیوانہ بن گیا ہے تو
جبکہ بدلا ہے جامہ انسان — پھر حیا شرم و عقل و ہوش کہاں
یہ سزا مثلِ بلعم باعور — تجھکو دی ہے خدانے اے مقہور

تکذیب حصہ اول صـ ۱۴۳

۱۵- دروغ بیانی و کذب لسانی صـ ۱۵۶

۱۶- الا اے حذر کن ز کذبِ صریح " صـ ۱۵۷

۱۷- نہ ہاں زباں سے نکالی بہت قرآنی نے — نہ چین جبیں سے اتاری تم کے بانی نے
ہزاروں چوچلے کرتارہا قسم کے ساتھ — نہ اک ہی پورا کیا منکرِ زمانی نے
دکھا کے ناز کرشمہ جہان کو پھسلایا — بہت سا لوٹا ہے لوگوں کو قادیانی نے
سبھوں کو دیتا تھا پٹے پر اسکی بد قسمت — نہ چھوڑا اُسکو صحیح حل کی گرانی نے

تکذیب حصہ اول صـ ۲۹۷

۱۸- ز کذب ولاف آں جادو بیانے — بہر جو فش تو لیسم داستانے
صداقت گم شد از تعلیم اسلام — ندارد از خدا ترسی نشانے
جہادش جہد خونریزی عالم — نہ قرآنے ولیکن تیغ رانے
اگر تا حشر کعبہ را پرستی — کہ بہر لامکاں سازی مکانے
پرستی سنگ اسود گر بصد سال — چو اُفتد بر سرت یابی زیانے

خدارا کن حذر از درسِ قرآن　　کہ بے نالہ نہ جورِ او جہانے

تکذیب حصہ اول ص ۱۰۹

رشی دیانند صاحب کے دل آزار فقرات میں سے کچھ

۱- مسلمانوں کا بہشت گوکلیے گسائیوں کے گئولوک اور مندر کیطرح معلوم ہوتا ہے" ص ۵۶۸

۲- خدا بڑا گڑبڑچانے والا ہے" ص ۵۷۳

۳- واہ جی واہ مسلمانوں کا خدا دیکھو شعبدہ بازونکی طرح کھیل رہا ہے"- ص ۵۸۰

۴- بھلا یہ بہشت ہے یا طوائف خانہ ص ۵۸۱

۵- اسکو خدا کہیں یا ستریں (عورتوں کا دلدادہ) ص ۵۸۱

۶- جو دھوکہ کھاتا ہے- یا مکر و فریب کرتا ہے- وہ خدا ہرگز نہیں ہوسکتا ص ۵۸۲-

۷- خدا بڑا شیطان اور وہ چھوٹا شیطان ہے"- ص ۵۸۴

۸- اب (خدا) کچھ کام کرتا ہے- یا نکما سیر سپاٹا اور عیش کرتا پھرتا ہے" ص ۵۹۰

۹- تو پھر خدا مکار فریبی اور ادہرمی (بیدین) کیوں نہیں"- ص ۵۹۲

۱۰- ایسی اندھا دھند کارروائی خدا کی کبھی ہوسکتی ہے- البتہ بے عقل چھوکروں کی ہوا کرتی ہے"- ص ۶۰۰ +

خدارا ان الفاظ کو آریہ شرفا پڑھیں اور ہمارے تحمل ہماری بردباری کی داد دیں ح درثمین کے پاک اشعار کے متعلق یہ طوفان بے تمیزی اور اپنے گھر کی یہ حالت- ابھی تو مشتے نمونہ از خروارے ہے ورنہ صفحات کے صفحات ایسے فقرات کے دیئے جاسکتے ہیں جنکو پڑھکر خود معترض بھی فیصلہ کرسکتا ہے- کہ قابل ضبطی کونسی کتابیں ہیں +

(فضل حسین قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ جولائی ۱۹۱۸ء

طاعون کے بارے میں چند سوالات کا جواب

تین سوالات ہیں۔

(۱)۔ کیا طاعون مرزا صاحب کے انکار کے باعث ہے۔

(ب) یہ کیوں نہ کہا جائے۔ کہ طاعون مرزا صاحب کے جھوٹے دعوے کی وجہ سے ہے۔

(۲) کیا طاعون مرزا صاحب کے صدق کا نشان ہے۔

(۳) وہ حدیث دکھلائیں جس میں لکھا ہے کہ طاعون مسیح موعود کے زمانہ میں آئیگا۔

سوال اول کی نسبت عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ لاتبدیل قانون ہے۔ ولن تجد لسنة الله تبديلا۔ کہ جب کوئی نبی و رسول مبعوث ہوتا ہے۔ تو اس کے انکار پر شوخی و شرارت سے کام لینے پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا

فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون (اعراف ۹ ع۱۲) اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا۔ مگر ہم نے اس کے رہنے والوں کو سختی اور مصیبت میں مبتلا کیا۔ تا وہ گڑگڑائیں۔ (۲) ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون (انعام ۷ ع۵) اور ہم نے تجھ سے پہلے قوموں کی طرف رسول بھیجے۔ تو ان کو سختیوں اور مصیبتوں میں پکڑا تا وہ رجوع بحق ہوں۔ پس وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (بنی اسرائیل ۱۵ ع۲) "ہم نہیں عذاب دیتے جب تک رسول مبعوث نہ کرلیں" کے قاعدہ کلیہ کے مطابق یہ عالمگیر عذاب جو طاعون قحط جنگ کی صورت میں نمودار ہے شہادت دے رہا ہے۔ کہ کوئی فرستادہ مبعوث ہوچکا ہے۔ اب فرمائیے حضرت اقدس کے سوا کون صادق مدعی ماموریت ہے۔ جس کی تکذیب کا نتیجہ یہ عذاب الٰہی ٹھہرایا جائے۔

(ب) یہ کہنا کہ طاعون (سیدنا) مرزا صاحب کے جھوٹے دعوے کی وجہ سے ہے نہایت بے ادبی گستاخی اور کفار کی ہمنوائی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ کہ جب کفار عذاب میں گرفتار ہوتے تو کہتے کہ اے نبی یہ تمہاری ہی شامت ہے۔ پس اس کا جواب بھی وہی کافی ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں دیا ہے۔ وان تصبھم سیئۃ یطیروا بموسی ومن معہ الا انما طائرھم عند اللہ ولکن اکثرھم لا یعلمون (اعراف ۹ ع۱۶) اور اگر ان کو کوئی دکھ پہنچتا تو (حضرت) موسیٰ اور ان کی جماعت کی نحوست سمجھتے۔ سنو! ان کی شامت اللہ کی طرف سے ہے۔ مگر یہ لوگ علم سے کام نہیں لیتے۔ (۲) قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون (یسین ۲۲ ع۲) کہنے لگے کہ ہم تمہاری وجہ سے مبتلائے عذاب ہوئے۔ اگر تم اپنے دعوے سے باز نہ آؤ گے۔ تو ہم تمہیں سنگسار کردیں گے۔ اور ہم سے تمہیں دردناک عذاب پہنچیگا۔ ان مرسلوں نے کہا تمہاری شامت تمہارے ساتھ ہے۔ کیا تمہیں سمجھایا گیا۔ تو الٹے ہمیں الزام دیتے ہو۔ تم بڑی خطا کار قوم ہو۔ (۳) قالوا اطیرنا بک وبمن معک قال طائرکم عند اللہ

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ (النمل ۱۹ ع ۴) انھوں نے کہا کہ ہم نے تجھے اور تیرے لوگوں کو بڑا منحوس پایا۔ صالح نے کہا تمھاری شامت تمھارے ساتھ ہے۔ تم ہی شیطان کے بہکائے ہوئے ہو۔

افسوس ہے کہ مسلمان کہلاکر زبان سے وہ کلمات نکلیں جو کافروں کے منھ سے نکلا کرتے تھے عذاب کے وقت منکرین نے ہمیشہ نبی وقت سے یہی کہا کہ یہ تمھارے دعوے کی شامت ہے۔ لیکن واقعات نے بتا دیا کہ یہ ان کی اپنے اعمال کی شامت ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ظالم نہیں۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ (القصص ۲۰ ع ۶) تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا۔ جب تک ان کے مرکز میں رسول نہ مبعوث کرے جو ان پر ہماری آئتیں پڑھ کر سنائے۔ اور ہم بستیوں کو تبھی ہلاک کرتے ہیں کہ ان کے رہنے والے ظالم ہو جائیں بس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ عالمگیر عذاب بغیر بعثت رسول آجائے۔ اور پھر عذاب آنے پر ہلاک لوگ ہوں۔ اور کسی کے خیال میں گناہ اس شخص کا ہو جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رہا ہے۔ اگر اس مدعی کی شامت سے عذاب ہے تو چاہیے کہ وہ اور اُس کی جماعت ہلاک ہو۔ مگر ایکر عذابوں میں خدا تعالیٰ نبی اور اُس کی جماعت اور دیگر منکرین نبوت میں نمایاں فرق اور بین امتیاز رکھتا ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ طاعون حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تکذیب و شوخی و شرارت و مقابلہ کی وجہ سے آیا۔ اور خدا نے مسیح موعود اور اس کی جماعت کو نسبتاً محفوظ رکھا۔ آپ نے اعلان فرمایا۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار (الہام مندرجہ الحکم جلد ۶ نمبر ۱۶۔ صفحہ ۷) ۲۰ اپریل ۱۹۰۲ء یعنی میں تمام ان لوگوں کو جو دار (مسیح موعود کی چاردیواری) میں رہنے والے ہیں۔ اس عذاب سے محفوظ رکھونگا۔) چنانچہ ایک دنیا نے دیکھا کہ خدا کے مسیح کا گھر طاعون سے محفوظ رہا۔ اور چونکہ ممکن تھا کہ اسے کوئی اتفاقی بات سمجھے۔ اس لئے آپ نے تحدی کے ساتھ اعلان فرمایا۔ کہ اگر کوئی اور شخص یہ دعویٰ کرے گا۔ کہ میں یا میرے گھر والے طاعون سے بچائے جائیں گے۔ تو وہ ضرور طاعون میں مبتلا ہونگے۔ چنانچہ ۶۔ جون ۱۹۰۴ء کے بعد میں ایک اعلان بار دوم چھپا ہے

جس میں سلسلہ کے بڑے بڑے مخالفین مولوی ثناء اللہ۔ مولوی عبدالجبار مولوی عبدالواحد وعبدالحق جعفر زٹلی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم وغیرہم کو مخاطب کرکے لکھا ہے۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار واحافظک خاصۃ ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے۔ کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے۔ طاعون سے بچاؤنگا۔ اور خاص کر تجھے چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے۔ اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے۔ یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے۔ یہ اعتقاد رکھتا ہو۔ کہ یہ انسان کا افترا ہے۔ تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے۔ کہ یہ انسان کا افترا ہے۔ خدا کا کلام نہیں۔ ولعنت اللہ علےٰ من کذب وحی اللہ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ولعنت اللہ علیٰ من افتریٰ علی اللہ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے۔"

پس اس دعوے کی موجودگی میں نہ تو اس حفاظت الٰہی کو معمولی بات کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ طاعون مسیح موعود کے صدق کا نشان تھا۔ اور حضور ہی کے انکار کی وجہ سے تھا۔ اور آپ کے جھوٹے دعوے کے سبب کہنا تو بالکل بیہودگی ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ آپ کے دعوے کی تکذیب کے سبب طاعون آئی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن ہاں بعض لوگ اس عذاب کو قد مس آبادنا الضراء والسراء کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ ایسی ہرج مرج ہوتی ہی رہتی ہے۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ قول بھی کفار کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ طاعون موجب شہادت ہے۔ اس لئے رحمت ہے یہ بھی بالکل غلط کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تلوار کا عذاب تھا۔ اعداء کی تلوار صحابہؓ کے لئے شہادت کا موجب ہوئی۔ اسی طرح مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون کا عذاب ہے اور یہی

طاعون شہادت کا موجب ہوسکتی ہے۔ مگر کن کے لیے؟ جو مسیح موعود مرسل من اللہ کے اصحاب ہیں۔ اور مومنین میں داخل ہیں۔ طاعون کے عذاب ہونیکا ثبوت لیجیے۔ (صحیح مسلم باب الطاعون)

عن اسامة قال رسول اللہ صلعم ان ھذا الطاعون رجز سلط علی من کان قبلکم او علی بنی اسرائیل (یہ طاعون ایک عذاب ہے۔ جو تم سے پہلوں یا بنی اسرائیل پر مسلط ہوا)

(۲) ان رجلا سأل سعد بن ابی وقاص عن الطاعون فقال اسامة بن زید انا اخبرک بہ قال رسول اللہ صلعم ھو عذاب او رجز ارسلہ اللہ علی طائفة من بنی اسرائیل (باب الطاعون صحیح مسلم) ایک شخص نے سعد بن ابی وقاص سے طاعون کے بارے میں پوچھا اسامہ بن زید نے کہا میں بتاتا ہوں رسول اللہ نے فرمایا یہ عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا۔

دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ آیا طاعون مرزا صاحب کے صدق کا نشان ہے۔

اس کا جواب کچھ تو اوپر ہو چکا اور بتا دیا گیا کہ طاعون کیونکر مسیح کے صدق کا نشان ہے۔ پھر ہم جو مسیح موعود کی پیشگوئیاں پڑھتے ہیں۔ تو ان میں بالتفصیل طاعون کا ذکر ہے۔ براہین احمدیہ میں ہی الامراض تشاع والنفوس تضاع کی پیشگوئی موجود ہے۔ پھر وَلَمّا طغی الفسق المبید بسیلہ تمنّیت لو کان الوباء المتبر کی دعا حمامة البشریٰ مطبوعہ ۱۸۹۳ء میں ہے۔ جبکہ طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ پھر فروری ۱۸۹۸ء میں آپ نے اشتہار دیا اور اپنا کشف شائع کیا۔

خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ طاعون کے درخت ہیں۔ جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ (ایام الصلح صفحہ ۱۲۱ و اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء)

سو اس کے بعد تمام ہندوستان نے دیکھا کہ طاعون کس زور شور سے پھیلا۔ پس طاعون آپ کے صدق کا نشان کیوں نہ ہو جب کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا یظھر علٰی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو کثرت سے اطلاع نہیں دیتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔)

تیسرا سوال یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں طاعون آنے کا کہاں ذکر ہے۔

اس کے لئے اول تو قرآن مجید میں بصراحت تمام آیا ہے۔

(۱) وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْ مُعَذِّبُوْھَا عَذَابًا شَدِیْدًا کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا (بنی اسرائیل ع ۶ ۱۵)

ہر ایک بستی کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک کرنے والے ہیں۔ یا سخت عذاب دینے والے یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

اس پیشگوئی کے ماتحت ضروری ہے کہ آخری زمانہ میں ایک عالمگیر عذاب آئے چنانچہ وہ آیا۔

دوم - اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ اَخْرَجْنَا لَھُمْ دَآبَّۃً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُھُمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ (النمل ع ۶ ۲۰)

اور جب ان پر فرد جرم لگ جائیگا۔ تو ہم زمین میں سے ان کے لئے ایک کیڑا نکالیں گے جو ان کو زخمی کرے گا۔ اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے نشانوں پر یقین نہ کرتے تھے۔

دابہ کے معنی کیڑا اور تکلیم کے معنی زخم لغت کی کتب سے دیکھ لیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ مَا دَلَّھُمْ عَلٰی مَوْتِہٖٓ اِلَّا دَآبَّۃُ الْاَرْضِ تَاْکُلُ مِنْسَاَتَہٗ (سلیمان کی موت کی اطلاع نہ دی۔ مگر زمینی کیڑے نے جو اس کا عصا کھا رہا تھا۔)

پس یہ طاعون کی صریح پیشگوئی ہے۔ کیونکہ یہ امر اپنے محل پر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون کے اجرام (کیڑے) ہیں جو انسان کے بدن پر زخم لگاتے ہیں۔ اور یہ سزا ہے نشانات صدق نہ ماننے کی۔ کانوا بآیاتنا لا یوقنون نے یہ بھی بتا دیا کہ اس وقت

کوئی مامور نشان دکھلانے والا بھی موجود ہوگا۔ دابة الارض کا ظہور مسیح موعود کے
زمانہ میں مسلّمہ فریقین ہے۔ اور اس دابة الارض کے متعلق احادیث میں آیا ہے۔
وہ ایک جانور ہے۔ طول اس کا ۶۰ گز سر گائے کی مانند آنکھ خوک کی مانند
کان مانند فیل۔ گردن مانند شتر مرغ سینہ مانند شیر دم مانند دنبہ (معیار المسیح)
یہ اصل میں اسی بیماری کے تمثلات ہیں۔ جو مختلف اشخاص کو ان کی فطرت و حالات کے
مطابق نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ بیماری آنے سے پہلے اونٹ
ہاتھی شیر وغیرہ نظر آتے ہیں۔

پھر انجیل میں بھی طاعون مسیح موعود کے زمانہ کا نشان لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو متی باب ۲۴۔
آیت ۳ - ۷۔

تیرے آنے اور زمانے کے آخر ہونے کا کیا نشان ہے۔ تب یسوع نے جواب
دیا ...... قوم قوم پر بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آئیگی۔ اور کال اور مری
پڑیگی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آئیں گے۔ یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے۔

آپ خدا کے لئے غور فرماویں۔ آیا یہ وہی وقت ہے یا نہیں۔ کیا بادشاہت بادشاہت پر
برسر جنگ نہیں ہے۔ اور کیا قحط کے ساتھ مری یعنی طاعون نے تھوڑی تباہی ڈالی ہے؟

پھر مکاشفات باب ۱۶۔ آیت ۲ دیکھئے۔

تب ان لوگوں میں جن پر اس درندہ جانور کا نشان تھا۔ اور ان میں جو مورت
کی پوجا کرتے تھے برا اور زبون پھوڑا پیدا ہوا۔

یہ بھی طاعون ہی ہے۔ جو مسیح کے وقت میں ظاہر ہونیوالا تھا۔

اس کے بعد احادیث لیجئے۔

ا - صحیح مسلم کی حدیث بروایت النواس بن سمعان مسیح کے نزول کے ذکر کے
ساتھ فیرسل اللّٰہ علیہم النغف فی رقابھم نغف طاعون ہی ہے
ب - حدیث عن ابی بکر کنت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
فی الغار فقال اللّٰھم طعنا و طاعونا - نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم

لے غار میں دعا فرمائی کہ یا اللہ طعن (تلوار کا عذاب) اور طاعون کا عذاب چنانچہ بعثت اول میں جو امیین میں ہوئی تلوار کا عذاب ہے۔ اور بعثت ثانیہ میں جو آخرین منہم میں ہوئی طاعون پھیلا۔

ج۔ عن الحسین بن سعید عن صفوان بن یحییٰ عن عبد الرحمٰن بن الحجاج عن سلیمان ابن خالد قال سمعت ابا عبد الله یقول قیام القائم موتان موت احمر و موت ابیض حتی یذهب من کل سبعة خمسة فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون۔ یعنی الامام القائم (مہدی موعود) کے وقت میں دو موتیں پڑینگی۔ موت احمر اور موت ابیض یہانتک کہ ۷ میں سے ۵ ہلاک ہونگے۔ (یہ طاعون جارف ہے۔ جس سے قادیان کے محفوظ رہنے کی پیشگوئی ہے۔ اور دار میں قطعاً ایک کیس بھی نہ ہونے کی) موت احمر سے مراد تلوار ہے۔ اور موت ابیض طاعون ہے۔ یہ سب حدیث کا ترجمہ ہے۔ دیکھو (اکمال الدین)

د۔ امام جعفر صادق کی روایت مہدی کے وقت خوف شدید اور طاعون ہوگا (حدیث الغاشیہ صہ ۳۴۹)

ہ۔ مہدی کے وقت وباء طاعون اکثر نمودار ہوگی۔ (ترجمہ مہدی نامہ قاضی القضات مولوی ارتضا علی خاں)

امید ہے یہ حوالجات کافی ہونگے۔ اور اب سائل کو یہ سمجھنے میں دقت نہ ہوگی کہ طاعون مسیح موعود کے صدق کا نشان ہے تعجب ہے کہ مدعی بھی موجود اور اس کی نسبت نشان بھی موجود اور پھر دریافت کیا جاتا ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے۔ طاعون تو آپ کے سامنے موجود۔ اور آپ اس کی تباہی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ اور پھر روایات میں یہ آگیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون ہوگا۔ اسکی نسبت یہ بحث کہ یہ روایت ضعیف ہے موقوف ہے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ پیشگوئی پوری ہو چکی اب اسے ضعیف قرار دینا ایمان کا نشان نہیں۔

ایک پادری صاحب کے توحید پر منطقی اعتراضات
اور
ان کے جوابات

اس مضمون کے شائع کرنے میں مجھے خوشی بھی ہے اور کچھ رنج بھی۔ خوشی تو اس لئے کہ یہ جواب مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب العلم کا لکھا ہوا ہے۔ اور میں نے عمداً اس میں کوئی ترمیم و اصلاح نہیں کی۔ اور رنج اس لئے کہ لوگوں میں علمی مذاق کم ہے۔ ایسے مضامین سے بہت کم دلچسپی لیتے ہیں۔ مگر میں مجبور ہوں کہ علمی مضامین کو اضافہ معلومات اور مخالف مولویوں پر اتمام حجت کے لئے شائع کروں

(ایڈیٹر)

کچھ دن ہوئے ایک صاحب نے مجھے پرچہ نور افشاں مطبوعہ ۲۹۔ جون ۱۹۱۷ء کا دکھلایا۔ جب میں نے اس کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے تیسرے صفحہ پر چند فلسفی دلائل مسئلہ تثلیث فی التوحید پر ایک مسیحی صاحب نے لکھے ہیں۔ میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ جس کا قول یہ ہو کہ "تثلیث فی التوحید کا مسئلہ عقل میں نہیں آسکتا۔ اور اس کا سمجھنا عقل سے بالاتر ہے۔ وہ الٰہیات میں عقلیات سے کیوں کام لے۔ بہرحال اس نے وہاں پر اثبات تثلیث فی التوحید کے چار دلائل دیئے ہیں۔ جن کا جواب ذیل میں تحریر ہے۔

پہلا اعتراض اگر ذات واجب تعالیٰ کی وحدت میں اقانیم ثلاثہ کی کثرت نہ مانی جاوے تو صدور کثیر عن الواحد کا اشکال در پیش ہے۔ وجہ اشکال یہ کہ جب ہم مانتے ہیں کہ ذات واجب تعالیٰ تمام کائنات کی (جو ممکن الوجود ہے) علت تامہ ہے۔ اس میں کسی قسم کی کثرت نہ پائی جاوے تو واحد علت رئیسی واحد جس میں عقلی و اعتباری کثرت کو بھی مدخل نہ ہو) سے کثیر معلولات کیسے صادر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر

دو معلول بھی صادر ہونگے تو مصدر تین ضرور ان کی متغائر ہونگی۔ اور دو مصدر یوں کا وجود اس کے تکثر پر دال ہے۔

جواب اوّل جب خدا تعالیٰ تمام کائنات کی علت تامہ ہے۔ اور صدور کثیر عن الواحد محال ہے۔ تو پھر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ کائنات کے تمام افراد کے مطابق خدا کی ذات میں کثرت نہ مانی جاوے۔ اقانیم ثلٰثہ ہی کیوں مانے جاویں۔ اس لیے کہ کائنات عالم میں صرف تین ہی چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ ہزارہا نہیں لکھوکھا اشیاء ہیں جن کا شمار کرنا بھی محال ہے۔ جن کے واسطے بقول آپ کے علیحدہ علیحدہ مصدر ہونا ضروری ہے۔ تو پھر اقانیم ثلاثہ کہاں رہے۔ اور تثلیث کہاں گئی۔ اس طرح تو خدا کی ذات میں ہزاروں اور لاکھوں کی کثرت ہوگئی۔

جواب ثانی دوسرا جواب یہ ہے کہ فلسفیوں نے اگر الواحد لایصدر عنہ الا الواحد کا اصول مانا ہے۔ تو دوسری طرف یہ بھی مانا ہے کہ خدا کی ذات میں بالکل کثرت نہیں۔ اور وہ من کل الوجوہ واحد ہے اور شریک الباری ہونا محال اور ناممکن ہے۔ جیسے ملاحظہ ہو شرح ہدایۃ الحکمۃ خیرآبادی مطبوعہ مطبع مجتبائی صد ۲۰۲

فصل فی کیفیۃ توسط العقول بین الباری تع و بین العالم الجسمانی وقد مرّ ان واجب الوجود لاکثرۃ فی حقیقتہ اصلاً (ترجمہ) فصل توسط عقول بین الباری تع و بین العالم الجسمانی کے ہے۔ اور یہ پہلے گذر چکا ہے کہ واجب الوجود (یعنی خدا) واحد ہے اس کی ذات میں بالکل کثرت نہیں۔ پھر فلسفی اس سلسلہ کو ہماصول کے ساتھ کہ الواحد لایصدر عنہ الا الواحد اس طرح چلاتے ہیں۔ ومعلولہ الاول ھو العقل المحض والافلاک معلولات للعقول لکنّ الافلاک فیہ کثرۃ والعقل الذی یصدر عنہ الفلک الاعظم یجب ان یکون فیہ کثرۃ حتی یمکن صدور الکثرۃ عنہ وتلک الکثرۃ لایمکن ان تکون مستفادۃ من الباری تع والّا لزم صدور الکثرۃ عن الواجب تع فتکون الکثرۃ صادرۃ عن العقل لکن لاباعتبار صدورہ عن واجب الوجود والّا لزم ان

یصدر الکثیر عن الباری تعالیٰ لا عن نفس ذاتہا لانہا بسیطۃ فیستحیل ان یصدر عنہا اکثر من واحد بل باعتبار ان لہا ماہیۃ ممکنۃ الوجود لذاتہا واجبۃ الوجود بعلتہا فیلزم وجوب الوجود بالغیر وامکان الوجود لذاتہ فیکون العقل الاول باحد ہذین الاعتبارین ہو وجوب الوجود للغیر مبدءً للعقل الثانی وبالاعتبار الآخر ہو امکان الوجود لذاتہ مبدء للفلک وبہذا الطریق یصدر عن کل عقل عقل الیٰ ان ینتہی الی العقل التاسع فیصدر عنہ فلک القمر وعقل ہو ہو المبدء الفیاض المدبر لما تحت فلک القمر فیصدر عنہ الہیولیٰ اہ ترجمہ پس خدا کا معلول اول عقل محض ہے۔ اور افلاک عقول کے معلولات ہیں۔ لیکن افلاک میں کثرت ہے۔ پس وہ عقل جس سے فلک اعظم صادر ہوتا ہے۔ واجب ہے کہ اس میں کثرت ہو کہ اس سے صدور کثیر ہو سکے۔ لیکن وہ کثرت جو عقل محض میں ہوگی واجب الوجود سے صادر نہیں ہوئی۔ ورنہ اگر ایسا ہو تو صدور کثیر باریتعالیٰ سے لازم آئیگا۔ بلکہ اس کے اس اعتبار کہ کہ اس کے لئے ایک ماہیۃ ممکنۃ الوجود لذاتہا واجبۃ الوجود لعلتہا ہے۔ پس وجوب وجود للغیر و امکان الوجود لذاتہا لازم آیا۔ پس ان دو اعتباروں سے ایک یعنی امکان الوجود لذاتہا کے لحاظ سے مبدء فلک کیلئے ہوگی۔ اور وجوب وجود بالغیر کے لحاظ سے مبدء عقل ثانی کے لیے ہوگی۔ پس اسی طریق کے ساتھ ہر ایک عقل کے لئے ایک عقل اور ایک فلک ہوگا۔ یہانتک کہ عقل تاسع تک پہنچ جاویگا۔ پس اس سے فلک القمر اور عقل عاشر صادر ہوگی اور عقل عاشر ہی مبدء فیاض مدبر لما تحت فلک القمر کیلئے ہے۔ پس اس سے ہیولیٰ عنصرہ صادر ہوگا۔ انتہی۔ اس عبارت سے صاف طور پر مترشح ہوتا ہے۔ کہ اہل فلاسفہ خدا کی ذات میں کثرت کو نہیں مانتے۔

جواب ثالث تیسرا جواب یہ ہے کہ تمام کائنات کو خلق کرنا ایک فعل ہے۔ جو کہ خدا سے ظہور ہوا ہے۔ جیسے شرح ہدایۃ الحکمۃ صفحہ ۲۰۷ میں لکھا ہے فظہر ان ما زعموہ من ان المبدء الاول واحد من جمیع الوجوہ

وان الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد لا یستلزم ان لا یکون العالم المرکبات من المختلفات فعلا لہ (ترجمہ) پس ظاہر ہو گیا کہ جو انھوں نے خیال کیا ہے کہ مبدءِ اول من جمیع الوجوہ واحد ہے۔ اور یہ کہ واحد واحد سے صادر نہیں ہو سکتا یہ قانون اس بات کو مستلزم نہیں ہے۔ کہ عالم جو کہ مختلفات سے مرکب ہے۔ مبدءِ اول (یعنی خدا) کا فعل نہ ہو انتہی

پھر جیسا کہ محقق طوسی نے شرح اشارات میں لکھا ہے اذا فرضنا مبدءً اول ولیکن آ وصدر عنہ شئ واحد ولیکن ب فھو اولی مراتب معلولاتہ ثم من الجائز ان یصدر عن آ بتوسط ب شئ ولیکن ج الخ (ترجمہ) ہم مبدءِ اول مثلاً آ فرض کرتے ہیں۔ اسی سے ایک چیز ب صادر ہوئی پس ب آ کے معلولات سے پہلا معلول ہے۔ پھر جائز ہے کہ ب کے واسطے آ سے تیسری چیز جو کہ ج ہے صادر ہو۔ اسی طرح الی آخرہ شرح ہدایۃ الحکمۃ صفحہ ۲۰۷

پس اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ ایک سے ایک سے زیادہ چیزیں صادر ہو سکتی ہیں۔

جواب رابع

چوتھا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں۔ کہ ایک سے صرف ایک چیز ہی نکلے بلکہ ایک سے زیادہ نکل سکتی ہیں جیسے ہم ایک دائرہ کے وسط میں نقطہ فرض کرتے ہیں۔ باوجود اس کے واحد ہونے کے ہم اس سے چار خط نکال سکتے ہیں اور اس کی شکل اس طرح ہے۔



تو کیا اس سے ہم یہ کہینگے کہ نقطے چار ہو گئے ہرگز نہیں اس کو واحد ہی کہا جاویگا۔

جواب خامس

پانچواں جواب یہ ہے کہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد سے مراد یہ ہے۔ کہ ایک وقت میں دو چیزیں صادر نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ زید فی حد ذاتہ انسان کا ایک فرد ہے۔ جو کہ واحد ہے پھر باوجود اس کے واحد ہونیکے اس سے مختلف اوقات میں ایک سے زیادہ افعال صادر ہوتے ہیں۔ تو کیا کثیر افعال کا صادر ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ زید کی ذات ایک نہیں بلکہ کئی ذاتیں ہیں۔ جاہل سے

جاہل بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی بہت ساری ذاتیں ہیں۔

جواب سادس چھٹا جواب یہ ہے کہ اگر خدا کی ذات میں کثرت مانی جاوے جیسے کہ آپ تین کی مانتے ہیں۔ تو اس سے خدا کو مرکب ماننا پڑیگا۔ اس لئے کہ ایسا احد جس میں کثرت بالفعل پائی جاوے۔ اس کا نام واحد بالترکیب ہے۔ جیسے شرح ہدایت الحکمۃ صہ ۱۳۲ میں لکھا ہے۔ وقد یکون واحدٌ بالترکیب الذی یکون لہ کثرۃ بالفعل بخلاف واحد حقیقی ماننے کے جیسے صفحہ ۱۳۲ میں لکھا ہے وقد یکون حقیقت وھو الذی لا ینقسم اصلاً پس ذات باریتعالیٰ کو تین اجزاء سے مرکب ماننا پڑیگا۔ تو اس سے یہ نقص لازم آئیگا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مرکب ماننا پڑیگا۔ کیونکہ ہر مرکب کا ایک مرکّب ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کو حادث ماننا پڑیگا۔ پھر یا دور لازم آئیگا یا تسلسل جو کہ محال ہیں۔

پس ان چھ جوابوں سے صاف ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں کثرت ماننا بالکل نادانی اور جہالت ہے۔ اور اس کے ماننے سے خدا کی ذات میں بہت سے مفاسد لازم آتے ہیں۔ یہانتک کہ اس کی خدائی سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔

دوسرا اعتراض دوسری دلیل مسیحی صاحب نے یہ لکھی ہے کہ :۔ اگر ذات واجب تعالیٰ میں کثرت نہیں تو مخلوق میں کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ جب کثرت کا علم ذات باریتعالیٰ کو ذاتی نہیں تو مخلوق کے (جو مسبوق بالعدم ہے) خلق کرنے میں کثرت کا ارادہ کیسے کیا کیونکہ تقدم علم کا ارادہ پر ضروری ہے۔ اور جب ارادہ نہیں کیا تو فعل خلق کیسے صادر ہوا۔ پس ضرور ہے کہ علم کثرت کا ذات واجب تعالیٰ کو بذاتہ ہو۔ اور یہ جبھی ہوگا جب خدا کی ذات میں کثرت ہوگی۔

جواب پہلے سوال کے جواب میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مخلوق کا کثیر ہونا تکثر ذات باریتعالیٰ پر دال نہیں ہے۔ اور نہ ہی اہل فلاسفہ تکثر ذات باریتعالیٰ کو مانتے ہیں۔ اب رہا یہ کہ تقدم علم ارادہ پر ضروری ہے۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ علم سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ بلکہ بذاتہ علم ہی ہے۔ جیسے ملاحظہ ہو شرح

ہدایۃ الحکمۃ صفحہ ۱۹۱ - تقریرہ ان ارادۃ اللہ عند الحکماء عین علمہ بانہ کیف ینبغی ان یکون نظام الوجود حتی یکون علی الوجہ الاکمل و یسمونہ بالعنایۃ - (ترجمہ) کہ خدا کا ارادہ حکما یعنی فلسفیوں کے نزدیک عین اس کا علم ہے - کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے - مسیحی صاحب لکھتے ہیں کہ پھر جب ارادہ نہیں کیا - تو فعل خلق کیسے صادر ہوا - پادری صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب خدا تعالیٰ عالم ہے تو اس کا مرید للاشیاء ہونا خود ثابت ہو گیا - اس لئے کہ ارادہ علم سے باہر نہیں ہے -

پھر آگے مسیحی صاحب نے لکھا ہے - پس ضروری ہے کہ علم کثرت کا ذات واجب تعالیٰ کو بذاتہ ہو - اور یہ جبھی ہو گا کہ جب خدا کی ذات میں کثرت ہو گی - انتہیٰ

صرف دعویٰ ہی دعویٰ کہ اگر یہ ہو گا تو یہ ہو جائیگا - اس بات کی دلیل بھی تو چاہئے - کہ واقعہ میں ایسا ہو بھی جائیگا - یا جس طرح ہو سکے یہ ثابت کر دینا ہے کہ خدا کی ذات میں کثرت ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر علم کثرت کا ذات باریتعالیٰ کو بذاتہ حاصل ہے - تو اس کی ذات میں کثرت کس طرح آگئی - حالانکہ جس طرح خدا تعالیٰ عالم بالجزئیات ہے اسی طرح بالکلیات بھی ہے - اس لئے کہ وہ مجرد عن المادہ ہے - اور جو مجرد عن المادہ ہو - وہ عالم لذاتہ ہوتا ہے - بالکلیات بھی اور بالجزئیات المتغیرۃ علیٰ وجہ کلی بھی - جیسے کہ شرح ہدایۃ الحکمۃ صفحہ ۱۸۰ میں یوں لکھا ہے - ان الواجب عالم لذاتہ لانہ مجرد عن المادۃ قائم بذاتہ وکل مجرد عن المادۃ کذالک فھو عالم لذاتہ حاصلۃ ای حاضرۃ عندہ غیر غائبۃ عنہ والعلم ھو حصول حقیقۃ الشئ المجردۃ عن المادۃ ولواحقھا عند المدرک فالباری عالم بذاتہ پس اس عبارت سے خدا تعالیٰ کا عالم لذاتہ ہونا ثابت ہوتا ہے - پس کیا عالم لذاتہ ہونے سے خدا کی ذات میں تکثر لازم آیا - کیوں نہیں آیا - حالانکہ بقول آپ کے آنا چاہئے تھا - اس لئے کہ عاقل اور معقول کی دونوں طرفین اس میں پائی گئی تھیں - لیکن جیسا کہ شیخ نے تعلیقات میں لکھا ہے - کہ باریتعالیٰ کا عاقل اور معقول لذاتہ ہونا نہ اس کی ذات میں اور نہ ہی اعتبار میں اثنینیۃ کو واجب کرتا ہے - بلکہ ذات بھی واحدہ ہے - اور اعتبار بھی

واحد شرح ہدایۃ الحکمۃ صہ ۱۸۱ پھر دیکھو شرح ہدایت الحکمۃ صہ ۱۸۸ میں صاف لکھا ہے کہ ذات واحدہ منشاء انتزاع امور متکثرہ ہو سکتی ہے۔

واُجیب عنہ بان ما ذکر استبعاد محض لم لا یجوز ان تکون الذات الواحدۃ منشاء لانتزاع امور متکثرۃ کما قالوا ان ذات الواحدۃ الحقۃ منشاء لانتزاع القدرۃ والارادۃ وغیرھما من الصفات فیجوز ان تکون الذات الواحدۃ منشاء لانکشاف الکثرۃ (ترجمہ) جواب دیا گیا ہے کہ جو ذکر کیا گیا ہے۔ استبعاد ہے کیوں نہیں جائز کہ ذات واحدہ منشاء انتزاع امور متکثرہ ہو۔ جیسا کہ انھوں نے کہا ہے۔ کہ ذات واحدہ حقہ قدرۃ اور ارادت اور جو ان کے سوا صفات ہیں۔ ان کی منشاء انتزاع ہے۔ پس جائز ہے کہ ذات واحدہ منشاء انکشاف کثرۃ کا ہوسکے۔ انتہیٰ۔ پس اس عبارت سے صاف عیاں ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کی ذات کو اگر امور کثیرہ کا منشاء انتزاع مانا جاوے تو اس سے اس کی ذات میں کثرت لازم نہیں آتی ورنہ وہی محالات جو پہلی دلیل کے جواب میں تحریر کئے جا چکے ہیں در پیش ہیں۔ اور نہ ہی اہل فلاسفہ اس بات کے قائل ہیں کہ خدا کی ذات میں کثرت ہے۔

تیسرا اعتراض تیسری دلیل مسیحی صاحب نے اثبات تثلیث فی التوحید پر یہ دی ہے۔ خدا کی صفات جو ازلی ہیں غیر ذات الٰہی تو ہو ہی نہیں سکتیں اور جب عین ذات ہونگی تو چونکہ واحد کا عین کثیر ہونا محال ہے اس لئے اس کی ذات میں بالضرورت کثرت ہوگی

جواب اول مسیحی صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ فلسفیوں میں اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ آیا صفات خدا کی عین ذات ہیں یا غیر ذات جیسے ملاحظہ ہو شرح عقائد نسفیہ مطبوعہ مصر صہ ۵۹

وھی لاھو ولا غیرہ یعنی ان صفات اللہ تو لیست عین الذات ولا غیر الذات فلا یلزم قدم الغیر ولا تکثر قدماء والنصاری ان لم یصرحوا بالقدماء المتغایرۃ لکن لزمھم ذالک لانھم اثبتوا الاقانیم الثلاثۃ التی

ھی الوجود والعلم والحیاۃ وسموھا الاب والابن والروح القدس وزعموا ان اقنوم العلم قد انتقل الی بدن عیسیٰ فجوزوا الانفکاک والانتقال فکانت الاقانیم ذوات متغایرۃ (ترجمہ) کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نہ ہی عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ پس نہ ہی غیر کا قدیم لازم آیا اور نہ تکثر قدماء کا۔ اور نصاریٰ نے اگرچہ قدماء متغائرہ کی تصریح نہیں کی۔ لیکن یہ لازم آتا ہے۔ کہ انھوں نے تین اقانیم مانے ہیں۔ وجود اور علم اور حیاۃ جن کا نام انھوں نے اب ابن روح القدس رکھا ہے۔ اور خیال کیا ہے کہ اقنوم علم کا بدن عیسیٰ کی طرف منتقل ہو گیا۔ تو انھوں نے انفکاک اور انتقال کو جائز رکھا۔ تو اقانیم ذوات متغائرہ ہوئے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں کلام کرنا بہت صعوبت ہے۔ اس لئے کہ نہ ہی ان کو واجب کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی ممکن۔ پھر لکھا ہے وسیأتی بھذا زیادہ تحقیق یعنی بعد ما ذکرہ فی تحقیق فی ان الصفات لیست عین الذات ولا غیرھا۔ پس اس عبارت سے صاف ثابت ہو گیا کہ صفات نہ خدا کی عین ذات ہیں نہ غیر ذات لیکن بقول آپ کے کہ وہ عین ذات ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ صفات کی کثرت تکثر ذات باریتعالیٰ کو مستلزم نہیں ہے۔ مثلاً ایک انسان کی کئی صفات ہیں۔ جیسے ہنسنا رونا۔ چلنا بیٹھنا۔ دیکھنا۔ سننا۔ مارنا کھانا پینا۔ یہ سب اس کی صفات میں داخل ہیں۔ تو کیا صفات کی کثرت سے یہ ثابت ہوا کہ وہ ایک انسان نہیں۔ بلکہ کئی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ ایک ہی ہے۔ اس میں کثرت نہیں پیدا ہوئی۔ پس صفات کے کثیر ہونے سے ذات میں کثرت نہیں آتی۔ اگر کہو کہ انسان کی ذات غیر سے حاصل ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ انسانی صفات تو اس کی ذات کو خود بخود حاصل ہیں۔ اور وہ فاعل مختار ہے۔ اور یہی مطلب عین ذات ہونے کا ہے کہ اس کو خود بخود حاصل ہیں۔ کسی غیر سے حاصل نہیں کیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ واجب الوجود صفات کا ہی تو نام ہے۔ اور وہ ایک ہے۔ در ما یطلق واجب الوجود علیٰ صفاتہ تعم شرح عقائد نسفیہ ص ۵۰ پس یہ کیسی بیہودہ بات ہے کہ صفات کی کثرت سے ذات میں کثرت لازم آتی ہے۔ پھر دیکھئے فلسفی خدا کی صفات کو مانکر بھی خدا کی ذات کی توحید کے

قایل ہیں جیسے کہ پہلی دلیل کے دوسرے جواب میں ثابت کیا جاچکا ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں بالکل کثرت نہیں ۔ اور وہ من کل الوجوہ واحد ہے ۔ اب رہیں صفات سو اسکے واسطے ملاحظہ ہو شرح ہدایۃ الحکمۃ صـ۲۷۶ ـ ولان ذاتہ کافیۃ فیمالہ من الصفات لانہا لولم تکن کافیۃ فیمالہ من الصفات لکان شیٔ من صفاتہ حاصلاً لہ من غیرہ فیکون حضور ذالک الغیر ووجودہ علۃ لوجود تلک الصفۃ فیہ وغیبتہ وعدمہ علۃ لعدمہا ترجمہ اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے ۔ اور کسی سے اس کو صفات حاصل نہیں ہوئیں ۔ اگر آپ صفات باریتعالیٰ کے متعلق زیادہ توضیح چاہیں ۔ تو شرح عقائد نسفیہ میں اس کو بہت بسط سے لکھا گیا ہے ۔ اسکا مطالعہ کریں ۔

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں " چونکہ واحد کا عین کثیر ہونا محال ہے اس لیے اس کی ذات میں بالضرورت کثرت ہوگی " اگر واحد کا عین کثیر ہونا محال ہے ۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کثیر کا بھی عین واحد ہونا محال ہے ۔ نہ ہی ایک تین ہو سکتا ہے ۔ اور نہ تین ایک ہو سکتے ہیں

طریق فیصلہ

جب تین کا عین واحد ہونا محال ہے ۔ اور دوسری طرف ہم خدا کی ذات کو واحد مانتے ہیں ۔ اور آپ تین مانکر ایک مانتے ہیں ۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دونوں جھوٹے ہوں ۔ ایک ضرور جھوٹا ہے ۔ لیکن پہلے ثابت کیا جاچکا ہے ۔ کہ خدا کی ذات میں کثرت نہیں تو فیصلہ کا طریق یہی ہے کہ ایسی بات کو سچا کہا جاوے جس کو دونوں مانتے ہوں ۔ اور وہ خدا کا واحد ہونا ہے ۔ اسلیئے کہ دونوں فریق غلطی نہیں کرسکتے ۔ اور ایک غلطی پر ہو سکتا ہے ۔ پس آپ خدا کو تین بناتے ہیں اور ہم اس کے منکر ہیں اور خدا کو واحد مانتے ہیں ۔ اور آپ بھی واحد تو مانتے ہیں ۔ پس ثابت ہوا کہ خدا ایک ہی ہے تین نہیں ۔ اگر تین مانے جاویں تو شریک الباری لازم آئیگا ۔ جو کہ تمام علماء منطق کے نزدیک محال ہے ۔

چوتھا اعتراض

چوتھی دلیل جو مسیحی صاحب نے لکھی ہے وہ یہ ہے ۔ کثرت اور وحدت دونوں معقولات ثانیہ سے ہیں ۔ اور ہر دو امر اعتباری ہیں ۔ جبکہ کثیر واحد سے زائد ہے ۔ اور ہر معقول ثانی کے ادراک کیلئے پہلے اس ذات کا علم ضروری ہے ۔ تو جبکہ ذات واجب لامحدود ہے ۔ اور کیف اور کم کی قیود سے منزہ ہے

بلا اسکی تمام وکمال ذات کا پورا پورا علم حاصل کئے کیسے اسکی کمیت کی تعیین اور اسکی ذات کو وحدت محض میں تقیید کرتے ہیں جب اسکی ذات لامحدود مکان ولامکان دونوں میں موجود ہے۔ اور کسی مکان یا زمانہ سے خاص نہیں تو وہ ذات کثرت اور وحدت دونوں کو کیوں شامل نہ ہوگی۔ اور لقص بالوحدت ہوکر بے حد و عد کیسے ہو سکتی ہے۔

جواب اس دلیل سے یگی مہاجان کا خود اپنا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جب اسکی ذات لامحدود مکان ولامکان دونوں میں موجود ہے۔ اور کسی مکان یا زمانہ سے خاص نہیں ہے۔ تو آپ کہتے ہیں کہ وہ ذات کثرت یا وحدت دونوں کو کیوں شامل نہ ہوگی۔ اور نقص بالوحدت ہو کر بے حد و عد کیسے ہو سکتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تین مانکر جب حد و عد میں مقید کر دیا گیا۔ تو پھر اسکی ذات لامحدود اور بے حد و عد کیسے رہی پھر کثرت بھی تو اتنی ہی ماننی چاہیئے۔ کہ جس سے اسکی ذات کا لامحدود ہونا ثابت ہو جائے۔ نہ کہ تین سے لامحدود ولامعدود ہونا ثابت ہو گیا۔ پھر آپ کیوں اسکی کمیت کی تعیین کرتے ہیں۔ اور اسکی ذات کو تین حصوں میں منقسم کرتے ہیں۔ پس آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ تقسیم اسی کی ہوا کرتی ہے۔ جو محدود اور معدود ہو اور مادی ہو۔ جب آپ نے اسکی ذات کے تین حصے بنلائے۔ تو صاف ثابت ہو گیا۔ کہ آپ نے ذات الٰہی کو محدود اور معدود اور مادی چیزوں سے مانا۔ اور خدا کا محدود اور معدود اور مادی چیزوں سے ہونا محال ہے پس مستلزم محال وہ بھی محال وجہ لزوم یہ ہے کہ یہ نقص خدا کی ذات میں کثرت ماننے سے لازم آیا ہے۔ کہ وہ مادی چیزوں سے ماننا پڑا۔ پھر خدا تعالےٰ کا کم وکم کی قیود سے منزہ ہونا ہی بتلاتا ہے۔ کہ اسکی ذات میں کثرت نہیں اور من کل الجہات واحد ہے۔ اور ایسی ہستی ہے۔ کہ جو ہر زمان اور ہر مکان میں پائی جاتی ہے۔ اور

جو واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اسکو فنا نہیں

(جلال الدین از میکھوال)

وید تین ہیں یا چار

دعویٰ

آریہ سماج ویدوں کی نسبت یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ "وید الہامی پستک ہیں" "وہ تعداد میں چار ہیں۔ "رگ وید" "یجر" "شام" "اتھروید"۔ اور یہ ہر چہار وید چار رشیوں پر نازل ہوئے۔ ان رشیوں کے نام "اگنی" "وایو" "آدتیہ" "انگرا" ہیں۔ یہ چاروں پستکیں دنیا کی ابتدا میں نازل ہوئیں۔ یعنی ہر چہار وید اور "دنیا" "ہمعصر ہیں۔ ان کو آپس میں کوئی "تقدم" "تاخر" حاصل نہیں۔ اور یہ خالص "الہام الہیٰ" ہیں۔ انہیں انسانی ملاوٹ کا کوئی دخل نہیں۔ ہر ہر شرشٹی کے ابتدا میں پرمیشور ان چاروں ہی رشیوں پر چار وید نازل کرتا ہے۔ جیسے "خدا ازلی" ہے۔ ایسے ہی اس کا "کلام ازلی" ہے۔

اس دعویٰ کی پڑتال

"وید الہامی ہیں" "وید چار ہیں" "وید ازلی ہیں" ان ہر سہ دعاوی میں سے آج ہمنے صرف اس دعوے کی کہ "وید چار ہیں" پڑتال کرنی ہے۔ کہ آیا واقعی وید چار ہیں۔ اگر چار وید ثابت نہ ہو سکے۔ جیسا کہ ناظرین کو بھی معلوم ہو رہیگا۔ تو اس کے ساتھ ہی "ازلیت" "الہامی" وغیرہ دعووں پر بھی پانی پھر جائیگا۔ کیونکہ جب چوتھے وید کی نسبت ثابت ہو گیا۔ کہ یہ ان تینوں "رگ" "یجر" "شام" کے بہت بعد کے زمانہ کی تصنیف ہے۔ تو "الہامی" "ازلیت" کے دعوے کیسے قائم رہ سکتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم ان ہر سہ ویدوں یعنی رگ۔ یجر۔ شام سے معلوم کرتے ہیں۔ کہ حقیقت میں کتنے وید ہیں۔ اس کے بعد منو سمرتی بعد میں سوامی جی کی کتب سے پڑتال کرینگے۔

کوئی ایسا وید منتر نہیں جسمیں چوتھے وید منتر کا ذکر ہو۔

ہم نے جہاں تک غور کیا ہمیں آجتک کوئی ایسا وید منتر نہیں ملا۔ جسمیں چوتھے وید یعنی اتھروید کا بھی حال مندرج ہو۔ ہاں ایسے بہت سے منتر ملے جن میں صرف "رگ" "یجر" "شام" تینوں کے ہی نام گنائے گئے ہیں۔ اگر اتھروید بھی وید ہوتا تو ضرور اسکا نام ان کے ساتھ ساتھ ہی درج ہوتا۔ اس کا نام ان ہر سہ ویدوں کے ساتھ نہ آنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وید تین ہیں چار نہیں۔

منتر جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وید تین ۳ ہیں۔

اُن منتروں میں سے چند یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔ جن سے تینوں ویدوں کا ہی پتہ چلتا ہے۔

منتر (۱) اے عالم جس طرح انسان زمین پر پیدا ہو کر عالیا کے کرنے لائق یگیہ پوجن یا دان کو حاصل کرتے ہیں یا جس ملک میں رگوید۔ سام وید اور یجروید میں بیان کئے ہوئے اعمال یال دِستارئ کی تحصیل کیلئے اعلےٰ اعلےٰ علوم وغیرہ کی خواہش یا اناج وغیرہ سے دُکھوں کو ناش کرتے ہیں۔ الخ یجروید ادھیائے ۴۲ منتر ۱

منتر (۲) میرے آتما میں پران اور اُپان درڑھ ہوں۔ میری زبان فصیح و بلیغ ہو میں جسمانی طاقت کو حاصل کروں۔ رگوید ۱ روپ بانی کو حاصل کروں منن کرنیوالے انتہ کرن کی مانند یجروید ۲ کو حاصل کروں۔ اوپاسنا کی سادھک شام وید کو حاصل کروں۔ روشن بینائی اور صحیح و سلامت کانوں کو حاصل کروں۔" (یجروید ادھیائے ۳۶ منتر ۱۵)

منتر (۳) اے مخزن رحمت بھگون۔ جس دل میں رگ ۱ وید۔ شام ۲ اور یجروید ۳ قائم ہیں جس میں موکش کا حقیقی علم موجود ہے الخ (یجروید ادھیائے ۳۴ منتر ۵)

منتر (۴) اس سَروہُت یگیہ سے رگ ۱ اور سام ۲ اس سے چھند پیدا ہوئے۔ یجر ۳ بھی اس سے ظاہر ہوا۔ (یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۷)

علےٰ ہذا القیاس کئی ایسے منتر ہیں۔ جن میں تینوں ویدوں کا ہی ذکر پایا جاتا ہے۔ مگر اتھرو کا نام کہیں نہیں ملتا۔

چند حوالے برہمنوں سے کہ وید تین ۳ ہیں

اب ہم دو ایک حوالے براہمنوں (ویدوں کی شرح) سے دکھلاتے ہیں۔ انمیں بھی تین ۳ ویدوں کا ہی ذکر موجود

نمبر ۱: "اُن سے جب ان پر الہام یا انکشاف ہوا۔ سہ گانہ وید ظاہر ہوئے۔ اگنی سے رگوید۔ وائو سے یجروید۔ اور سوریہ سے سام وید ظاہر ہوا۔" شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱ ادھیائے ۵

نمبر ۲: "رگ ۱۔ یجر ۲۔ سام ۳۔ اتھاس پوران اپنشد سوتر اشلوک اور انکے ویاکھان آدی"۔ (براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۶ براہمن ۱۰)

اپنشد کا حوالہ کہ وید تین ہیں

اسی طرح اپنشدوں میں بھی کئی جگہ تین ہی وید لکھے ہیں۔ مثلاً "تو اُس نے اس کلام اور آتما سے سب کچھ یعنی جو کہ یہ رگ وید۔ یجروید۔ شام وید اس سے چھند یتر یگیہ رعایا اور جانور پیدا ہوئے" (دیکھئے براہدارنیک اپ نشد)

منوسمرتی سے حوالے کہ وید تین ہیں۔

اب ہم منوسمرتی سے چند شلوک نقل کرتے ہیں۔ جن سے تین ویدوں کا ہی ثبوت ملتا ہے۔ اگر اتھرو کا وجود بھی منوسمرتی کی تصنیف کے زمانہ میں ہوتا۔ تو ضرور اُس میں اتھرو کا حال لکھا جاتا۔ جیساکہ باقی تینوں کا حال مرقوم ہے۔

پہلا شلوک:۔

"پھر یگیہ کے پورا کرنے کے لئے اگنی۔ وایو۔ آدت نامی رشیوں کے دلوں میں وید کا پرکاش کیا" (منو ادھیائے ۱ شلوک ۲۳)

یہاں بھی تین ہی ملہموں کا ذکر ہے۔ چوتھے کا کوئی ذکر نہیں۔ آگے ملاحظہ ہو۔

دوسرا شلوک:۔

"انہیں تینوں ویدوں سے برہماجی نے گائیتری منتر کے تین پاد نکالے"۔ منو $\frac{۲}{۷۷}$

تیسرا شلوک:۔

"تینوں لوک۔ تینوں آشرم۔ تینوں وید۔ تینوں اگن یہی تینوں شخص ہیں"۔ منو $\frac{۲}{۲۳۰}$

چوتھا شلوک:۔

"چھتیس یا اٹھارہ یا نو برس تک تینوں ویدوں کی تعلیم کے واسطے برت یعنی مستقل ارادہ سے کام کرنا چاہیئے۔ الخ منو $\frac{۳}{۱}$

پانچواں شلوک:۔

"تینوں وڈیا دو وید وڈیا ایک وید سلسلہ سے (کل تین) پڑھکر اکھنڈ برت کرنے والا آدمی گرہستھ آشرم میں آوے۔ الخ منو $\frac{۳}{۲}$

چھٹا شلوک:۔

"سام وید کو سنکر رگ وید اور یجروید کو نہ پڑھے"۔ الخ منو ۴/۱۲۳

ساتواں شلوک :-

"رگوید کے دیوتا دیو ہیں یجروید کے دیوتا منشیہ ہیں۔ سام وید کے دیوتا پتر ہیں اس سے سام وید کا شبد پوتر نہیں ہے"۔ منو ۴/۱۲۴

آٹھواں شلوک :-

"بیفکر ہو کر رگ وید۔ یجروید و سام وید کی سنگھتا میں سے ایک ایک سنگھتا کو تین دفعہ مزاولت کرکے سب پاپوں سے چھوٹتا ہے"۔ منو ۱۱/۲۶۲

نواں شلوک :-

"اور جو شخص تینوں ویدوں کو پڑھا ہو۔ لیکن سب چیز کا بیچنے والا و ناپاک چیز کا کھانیوالا و خلاف شاستر عمل کرنیوالا ہو۔ وہ قابل تعظیم نہیں ہے"۔ منو ۲/۱۱۸

دسواں شلوک :-

"اکار اُکار مکار ان تینوں اکشروں کو اور بھوہ بھوہ سوہ ان کو بھی برہمانے تینوں ویدوں سے نکالا ہے"۔ منو ۲/۷۶

گیارہواں شلوک :-

"راجہ صبح کیوقت اُٹھکر ایسے برہمنوں کا جو رگوید۔ یجروید۔ سام وید کو اربقہ سہت ٹھیک طور پر جانتے ہوں۔ درشن اور پوجن کرے۔ اور حکم کا تابع رہے"۔ منو ۷/۳۷

منو سمرتی میں جہاں بھی ویدوں کی بابت کسی قسم کا ذکر ہوگا۔ وہاں صرف تین وید کا نام ہی ہیگا چوتھے کا نام ہرگز نہ ہوگا۔ اسی طرح گیتا میں بھی تین ویدوں کا ہی ذکر ہے۔ اور سانکھہ درشن میں بھی تین ویدوں کا ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو ادھیائے ۵ سوتر ۵۱ اسمیں بھی تین ویدوں ہی کا نام ہے۔

ستیارتھ پرکاش کے حوالے کہ وید تین ہیں

اب اور کتابوں کے حوالہ جات سے فارغ ہو کر سوامی جی کی کتب سے بھی تین ویدوں کے نام دکھلاتے ہیں۔

پہلا حوالہ :- "آٹھویں سال سے آگے چھتیسویں سال ۳۶

تک یعنی ایک ایک وید کو معہ اس کے انگوں اور اپانگوں کے پڑھنے میں بارہ بارہ سال مل کر چھتیس اور آٹھ سال ملا کر چوالیس الخ ستیارتھ پرکاش ص۴۹

یہاں سوامی جی مہاراج تینوں ویدوں کے پڑھنے کا ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بچہ آٹھ سال کا ہو تو پھر ایک ایک وید بارہ بارہ سال کے عرصہ میں پڑھے یعنی کل تعلیم چھتیس سال کی ہوگی اگر چوتھا وید ہوتا تو اسکی تعلیم کا حکم بھی دیا جاتا۔ اور ملاحظہ ہو دوسرا حوالہ۔

دوسرا حوالہ:۔ "رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید کے عالم اگر تین شخص بھی رکن انجمن ہو کر آئین باندھیں۔ تو اس انجمن کی باندھی ہوئی آئین کا عدول بھی کوئی شخص نہ کرے"۔ ستیارتھ پرکاش ص۲۹۳

یہاں تینوں ویدوں کے عالم جو ہوں ان کے بارہ میں ایسا لکھا ہے۔ کہ وہ جو قانون مرتب کریں وہ قابل عمل سمجھا جائے۔ اگر چوتھا وید ہوتا تو اسکے عالم کا بھی ذکر ہونا چاہیئے تھا۔

بھومکا کا حوالہ "اگنی۔ وایو۔ اور آدیتہ تینوں سے برہمانے یگیہ کی سدھی کیلئے رگوید یجروید۔ اور سام وید حاصل کئے"۔ (رگوید آدی بھاش بھومکا مترجمہ منشی رام جگیاسو ص۳۸)

سائن بھاش کا حوالہ بھاش بھومکا کے مترجمہ لالہ نہال سنگھ صاحب اس کتاب کے حاشیہ پر سائن اچاریہ کی کتاب کا حوالہ لکھتے ہیں۔

اس میں بھی تین ہی ویدوں کا نام گنایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"وید ایشور کی تحریک سے خاص انسان یعنی اگنی۔ وایو۔ آدتیہ کی معرفت ظاہر ہوئے بحوالہ سائن رگوید بھاش۔ (منقول بھومکا اردو حاشیہ ص۹)

پرانی تصنیفات میں اتھرو کا ذکر نہیں اسی طرح پرانی تصنیفات میں جہاں بھی ویدوں کا ذکر آیا ہے تین وید یا تین علم لکھے گئے ہیں۔ اگر اسوقت چوتھا اتھروید بھی اس دنیا میں اپنی کوئی ہستی رکھے ہوئے ہوتا۔ تو ضرور اس کا نام بھی پرانی تحریرات میں موجود ہوتا۔ اس کا نام برعکس ان تینوں ویدوں کے پرانی تصنیفات میں نہ ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ بہت بعد کے زمانہ کی تصنیف ہے۔

خود اتھروید سے اتھرو کا نام دکھانا مثبت مدعا نہیں جب کبھی بھی ہمنے آریہ سماجیوں

سے یہ مطالبہ کیا کہ ہمیں چوتھے وید کا نام تینوں ویدوں سے دکھلاؤ۔ تو وہ جھٹ ایک منتر اتھروید کا ہی سنادیا کرتے ہیں۔ جس میں اتھرو کا نام بھی ہے۔ حالانکہ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ وید تو خود ہی زیر بحث ہے۔ جسکا تم حوالہ پیش کر رہے ہو۔ سوال تو یہ ہے کہ رگ یجر۔ سام سے اتھرو کا نام نامی پیش کرو۔

یجروید کے ایک منتر سے جو چوتھے وید کا ثبوت دیا جاتا ہے غلط ہے

جب چاروں طرف سے لاچار ہو جاتے ہیں۔ تو یجروید کا ایک منتر پیش کر دیا کرتے ہیں۔ خود نہیں سوچتے کہ اس منتر میں کہاں اتھرو کا نام ہے۔ بس یہ دیکھتے ہیں کہ سوامی جی نے اتھرو کا نام ترجمہ میں لکھا ہے اس لئے ٹھیک ہے۔ حالانکہ یہ اُن کی صریح غلطی ہے۔ نرا سوامی جی کے ترجمہ پر بھروسہ کرنا کہاں کی دانائی ہے۔ جس طرح آریہ سماجی اس مطالبہ کا جواب دیتے وقت چکرا جاتے ہیں۔ اسی طرح سوامی جی نے بھی اس سوال سے گھبرا کر کچھ تاویل کی ہے۔ جو بالکل فضول ہے۔ ہم وہ منتر اور اس کا ترجمہ جو بانی آریہ سماج کی طرف سے کیا گیا ہے۔ یہاں لکھتے ہیں اور ساتھ ہی ناظرین کیخاطر اسکی اصل حقیقت بھی آشکار کئے دیتے ہیں۔ وہ یجروید ادھیائے ۳۱ کا ساتواں منتر ہے۔

ترجمہ از سوامی جی۔

"اُس یگیہ یعنی ہست مطلق عین علم اور عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف محیط کُل پرمیشور سے جو سروہت اور قادر مطلق پر برہم ہے۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید اور چھند یعنی اتھروید چاروں ظاہر ہوئے"۔

اس منتر میں ہرگز ہرگز بھولے سے بھی اتھرو کا نام نہیں ہے۔

چھند کے معنی اتھرو نہیں بلکہ بحر

صرف ایک لفظ چھند پڑا ہے جس کے معنی اتھروید کے لئے جا رہے ہیں۔

اصل میں چھند کے معنی ہیں "علم عروض کے بحر" یہ معنی ہم نہیں کرتے بلکہ ستیارتھ اور بھومکا میں بیسیوں جگہ چھند کا لفظ آیا ہے۔ وہاں مترجم آریہ نے "بحر" ہی معنی لئے ہیں

خود سوامی جی بھی چھند کے معنی یہی "بحر" کرتے ہیں - دیکھئے ستیارتھ صفحہ

"اسکے بعد پنگل آچاریہ کی تصنیف متعلقہ علم عروض پڑھیں جس سے ویدک اور لوکک (دنیاوی)

چھندوں یعنی نظم کا علم نئے اشعار بنانے کا طریق بھی جیسا کہ چاہئے سیکھیں" الخ

اسی طرح دیکھئے بھومکا صفحہ و صفحہ ۱۱ و صفحہ ۱۳ حاشیہ و صفحہ ۳۰ وغیرہ

ہم کہتے ہیں کہ اگر چھند کے معنی اتھرو وید ہی ہے تو نرکت جو لغت کی آریہ صاحبان کے نزدیک مستند کتاب ہے - اُس سے دکھلائیں جہاں یہ معنی کئے ہوں مگر یہ معنی وہاں ہرگز نہ دکھلا سکینگے - پس یہ تمام تاویلیں باطل ٹھہریں - اور اتھرو کا کہیں سے پتہ نہ چل سکا -

اس منتر کا ترجمہ

اب ہم اس منتر کا جو لفظی ترجمہ ہے وہ بھی ایک سماجی کے قلم سے ہی کیا ہوا پیش کرتے ہیں - اور وہ سماجی کون اسی بھومکا کا مترجم اور طرہ یہ کہ اسی منتر کے ذیل میں حاشیہ پر یوں رقمطراز ہے - اس منتر کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو یوں ہوتا ہے کہ اُس سرووہت یگیہ سے رگ اور شام پیدا ہوئے - اُس سے چھند پیدا ہوئے - یجر بھی اُسی (پرمیشر) سے ظاہر ہوا" بھومکا حاشیہ صفحہ سام سے چھند پیدا ہوئے اسکا کیا مطلب - یہ کہ سام تمام منظوم ہے - پس معنے صاف ہیں - کہ سام سے علم عروض نکلا ہے -

اور پھر چھند اصل متن سنسکرت عبارت میں جمع کے صیغہ میں آیا ہے - یعنی چھندس - تو جمع کے معنے واحد کیسے ہو سکتے ہیں - اور اتھرو وحد ہے -

قدیم زمانے کے حریفانہ ویدکی شہادت کہ وید تین ہیں -

پھر تین ویدوں کے ہونیکا ایک زبردست ثبوت اور ہم پیش کرتے ہیں - یعنی قدیم زمانہ میں ویدوں کے جو مخالف جین مذہب بدھ مذہب وغیرہ کے پیرو تھے - وہ بھی اپنی تحریرات میں تین ہی وید لکھتے ہیں سوامی دیانند نے اُنکا ایک قول ستیارتھ میں نقل کیا ہے ر

ملاحظہ ہو ستیارتھ صفحہ ۴۲۷ سمولاس ۱۲ دفعہ ۴

"چارواک مت کا واعظ برہسپتی کہتا ہے - کہ اگنی ہوتر - تین وید - تر ونڈ - اور راکھ کے لگانے کو عقل اور ہمت سے بے بہرہ لوگوں نے اپنی روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے"

مگر اسوقت بھی چاروں وید ہوتے تو ضرور مخالف بھی اپنی تحریرات میں چاروں کا نام لکھتے - مگر

نہیں وہ بھی ویدوں کی تردید کرتے ہوئے۔ تین وید ہی لکھتے ہیں۔

پس ویدوں سے براہمنوں اور گیتا۔ درشن اور منوسمرتی اور سوامی جی کی کتب اور ستیارتھ پرکاش آچاریہ اور مخالفین وید کی تحریرات سے تین وید ہی ثابت ہوئے۔ چوتھا اتھرو بہت بعد کی تصنیف معلوم ہوا۔

ایک آرین دلیل کی تردید

ناظرین کیخاطر ہم آریوں کی ایک اور دلیل کو بھی یہاں پاش پاش کئے دیتے ہیں۔ جو وہ چاروں وید ثابت کرنیکے لئے پیش کیا کرتے ہیں۔ جب ان سے کہا جائے کہ چوتھے کا نام ویدوں۔ براہمنوں۔ منوسمرتی وغیرہ میں نہیں۔ تو جواباً آریہ یہ کہا کرتے ہیں کہ ویدوں میں تری ودیا یعنی تین مضمون ہیں اور وید کے معنی بھی علم کے ہیں۔ اسلئے جہاں تین وید لکھے ہیں۔ وہاں چار ہی سمجھنے چاہئیں۔ کیونکہ مضمون تین ہیں۔ اور کتابیں چار۔ اس لئے جہاں تین ویدوں کا ذکر آیا ہے وہاں صرف تین کتابیں ہی مراد نہیں بلکہ تین مضمون مراد اور وہ مضمون یہ ہیں:۔ علم۔ عمل۔ عبادت۔

مگر اے آریہ صاحبان آپ کی اس تاویل کو ہم نہ چلنے دینگے۔ دیکھئے اپنی اس تاویل کے خلاف اپنے گورو کا فرمان ملاحظہ کرو۔ لکھتے ہیں۔ "ویدیں چار مضمون ہیں۔ وگیان کانڈ اسرفت کرم کانڈ (عمل) اپاسنا کانڈ (عبادت) اور گیان کانڈ (علم)" (بھومکا صفحہ ۲۵)

پس یہ تاویل بھی باطل ٹھہری۔ ہم اس مضمون کو اور بھی طویل کرسکتے ہیں مگر قلت گنجائش کے خیال سے اسی پر اکتفا کیجاتی ہے۔ امید ہے کہ آریہ صاحبان اس مضمون میں جو تین ویدوں کے متعلق دلایل پیش کئے گئے ہیں۔ انکو غور سے دیکھینگے۔ اور جانچینگے۔ اور اگر واقعی کوئی ایسا منتر نیا نکال لائیں جس میں چوتھے وید کا نام ہو۔ تو ہم اپنے اس مضمون کو واپس لے لینگے۔ مگر ایسا کرنے کی ہرگز طاقت آریہ صاحبان میں نہیں۔ این خیال است ومحال است وجنوں۔

اس بحث سے معلوم ہوگیا۔ کہ چوتھا وید ان تینوں کے بعد کی تصنیف ہے۔ تو جب ایک کا تصنیف ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا۔ تو باقی تینوں بھی الہامی نہ رہے۔ اور نہ ازلی کہلانے کے مستحق ہوئے کیونکہ جب جزو ازلی نہیں تو کل پر ازلیت کا اطلاق کیسے ہوسکتا ہے۔

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

مکالمہ شیعہ و احمدی

(نمبر ۱)

شیعہ:۔ سُنی لوگ ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہتے ہیں حالانکہ جناب علی علیہ السلام سے منقول ہے ۔ کہ صدیق اکبر اور فاروق میں ہوں ۔ اور ابن ماجہ میں بھی ایک روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ انا عبداللّٰہ واخو رسول اللّٰہ وانا الصدیق الاکبر لایقولہا بعدی الاکذاب صلیت قبل الناس سبع سنین ۔

احمدی:۔ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو نہ صرف سُنی ہی ایسا مانتے ہیں ۔ بلکہ شیعوں کی کتابوں سے بھی اُن کا صدیق اور فاروق ہونا ثابت ہے ۔

ثبوت اوّل تفسیر علی بن ابراہیم قمی زیر آیہ ثانی اثنین اذھما فی الغار ۔ بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام لکھا ہے ۔ کہ غار ثور میں جب آنحضرت صلعم نے جناب جعفر طیار اور ان کے اصحاب کو اعجاز نبوت سے سمندر میں جاتے ہوئے کشتی پر سوار دکھا اور ابوبکر نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا "انت الصدیق" دیکھو تفسیر مذکور مطبوعہ ایران صفحہ ۱۵۷ ۔

ثبوت دوم پھر اگر صدیق اکبر کے یہ معنی ہیں ۔ کہ سب سے پہلے رسول صلعم پر ایمان لانے والا اور آپ کی تصدیق کرنیوالا تو یہ امر بھی بکمال وضاحت ثابت ہے ۔ کہ سب سے پہلے اسلام کی دعوت تمام ملک عرب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی کی گئی ۔ اور انہوں نے سب سے پہلے نبی کریم صلعم کی تصدیق فرمائی ۔ حیدر علی آملی شیعی نے اپنی کتاب کشکول میں اس باب میں ایک طویل روایت لکھی ہے ۔ اور پھر اس کا ترجمہ عربی سے فارسی میں فاضل شوستری نے مجالس المومنین میں کیا ہے ۔ جس کا اردو ترجمہ میں نے عرصہ ہوا غالباً ۱۹۰۹ء میں اخبار بدر میں شائع کیا تھا ۔ اس روایت کا ایک ضروری فقرہ سردست اس مقام پر لکھ دیتا ہوں ۔ فاسلم اول الناس من الکفار فسماہ النبیؐ من ابی فضیل ابابکر و من عبد العزی عبد اللّٰہ یعنی پس کفار میں سے سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے اور اُن کے جو دو نام ابی فضیل اور عبد العزی تھے ۔ اُن کی جگہ رسول صلعم نے ابابکر اور

عبد اللہ نام رکھے۔ اور فاضل طبرسی لکھتے ہیں۔ واختلف فی اول من اسلم من المہاجرین نقیل اول من آمن خدیجۃ بنت خویلد ثم علی بن ابی طالب ؑ وھو قول ابن عباس وجابر بن عبد اللہ وانس وزید بن ارقم ومجاھد وقتادہ وقیل ان اول من اسلم بعد خدیجۃ ابوبکر عن ابراھیم النخعی وقیل اول من اسلم بعدھا زید بن حارث عن الزھری زیر آیہ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار۔ دیکھو تفسیر مجمع البیان یعنی اختلاف ہے اس بارہ میں کہ مہاجرین میں سے کون پہلے اسلام لایا۔ پس کہتے ہیں کہ پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں۔ اور ان کے بعد جناب علی علیہ السلام۔ اور کہتے ہیں۔ کہ بعد خدیجۃ رضی اللہ عنہا کے ابوبکر ایمان لائے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد زید بن حارثہ جو آنحضرت صلعم کے غلام تھے۔ ایمان لے آئے۔

ثبوت سوم پھر صدیق کی وجہ تسمیہ کی بابت مورخین اسلام نے لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلعم نے معراج کا ذکر ابوجہل سے فرمایا تو وہ سخت متعجب ہوا۔ اور عرض کیا کہ کیا آپ لوگوں کے سامنے بھی اسکا اظہار کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں پس ابوجہل نے جلدی سے کفار قریش کو بلایا جب انہوں نے سنا تو وہ سخت متعجب ہوئے بعضوں نے انکار کیا بعضوں نے تالیاں بجائیں۔ بعضوں نے سر پر ہاتھ رکھے۔ اور بعض ضعیف الایمان مرتد بھی ہو گئے۔ پھر ابوجہل ابوبکرؓ کے پاس گیا۔ اور معراج کا ذکر انکو سنایا۔ تو صدیق نے فرمایا۔ ان کان قال کذلک فقد صدق انی لاصدقہ بما ھو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فسمّی الصدیق من یومئذ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۵ کہ اگر میرے صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔ تو اس نے سچ فرمایا ہے۔ اگر اس سے بھی وہ عجائب۔ غرائب واقعہ ذکر فرمائے میں تصدیق کو حاضر ہوں۔ اس کو نزول وحی دن میں ہو یا رات کو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں پس اسی دن سے آپ کا نام صدیق پڑ گیا۔

اس روایت کا یہ ترجمہ فارسی تاریخ روضۃ الاحباب میں بھی ہے یاد رہے کہ مورخ روضۃ الاحباب سید امیر جمال الدین محدث کو فاضل شوستری نے اہل شیعہ میں شمار کیا ہے۔ اور اسکی کمال علمیت و فضیلت کو ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ حسان عالم سخنان عالمگیر ش تحفۃ الاحبار در یاض کبیر

وشمایل دلپذیرش روضۃ الاحباب است" مجالس المومنین مجلس پنجم صفحہ ۲۲۷ -

ںروایت مذکورہ بالا کے آخر میں مورخ موصوف لکھتے ہیں "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از اول

ثبوت چہارم یہی مورخ لکھتے ہیں کہ آیہ والذی جاء بالصدق بہ سے مراد رسول صلعم اور صدیق ہے - چنانچہ فرماتے ہیں - ابو المعالی و کلبی رحمہما اللہ کہ از اعیان اصحاب تفسیر اند کہ مراد از الذی جاء بالصدق رسول است صلے اللہ علیہ وسلم و مراد از و صدق بہ ابوبکر صدیق است رضی اللہ عنہ - دیکھو روضۃ الاحباب ذکر بعض از آیات قرآنی کہ در شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نازل شدہ -

ثبوت پنجم علاوہ ازیں روایات سے ثابت ہوتا ہے - کہ ابوبکرؓ کا یہ لقب صدیق خود زمانہ نبویؐ میں ہی زبان زد خاص و عام ہو گیا تھا - اور آپ ہی اسکے لئے مخصوص مشہور تھے -

چنانچہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب انصارؓ سعد بن عبادہ کو خلیفہ رسولؐ بنانے لگے اور اس بارہ میں مختلف چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں - تو ابو الہثیم التیہان مشہور انصاری نے اس موقعہ پر جو اشعار حاضرین کو مخاطب کر کے سنائے - ان میں ایک شعر یہ بھی تھا - ؎

وانی لارجو ان یقوم بامرنا

علیؑ او الصدیقؓ والامر من عد

اس کے ترجمہ میں مورخ ناسخ التواریخ لکھتے ہیں " اینک چشم آں دارم کہ علی بن ابی طالب یا پسر ابو قحافہ (ابوبکر الصدیقؓ) و اگرنہ عمرؓ بن الخطاب یا عثمانؓ بن عفان یا یک تن از بزرگان انصار شبان ایں گلہ و راعی ایں رمہ گردد وگرنہ ازیں پندار ہائے آشفتہ و کردار ہائے درہم رفتہ ایمن نتواں بود - دیکھو ناسخ التواریخ جلد ۲ کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۱۹

ابو الہثیمؓ انصاری مذکور جناب رسول صلعم کی وفات پر اس خوف سے کہ مبادا مدینہ کے یہود و نصاریٰ و منافقین ہجوم کر آئیں - یا مسیلمہ کذاب دفعۃً خروج کر دے - کہتا ہے کہ اس نازک موقعہ پر امید ہے کہ جناب علی علیہ السلام یا صدیقؓ یا عمرؓ یا عثمانؓ یا انصار میں سے کوئی بزرگ مسلمانوں کے ریوڑ کا گڈریا بنجائے ورنہ اس سراسیمگی و پریشان خالی کے مسلمان مفاسد سے بچنے کا کوئی ذریعہ ممکن نہیں - دیکھئے خدا کی قدرت کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم میں سے سوائے ابوبکر کے سب کے اس نے اصلی نام لے لئے ہیں - لیکن ابوبکر کی بجائے اس نے صرف

صدیق ہی کہا۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ ابوبکر اپنے لقب خداداد صدیق کے ساتھ مشہور تھے۔ فہو المراد۔

بخاری میں انس بن مالک سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کوہ احد پر چڑھ گئے۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ بھی ہمراہ تھے۔ پہاڑ میں کچھ حرکت ہوئی۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان۔ بخاری مولوی احمد علی دہلی صہ ۵۲۰ نیز دیکھو مسلم نووی صہ ۲۸۲

صدیق کہلانیکے وجوہات

متلاشیاں حق کی مزید تسلی کے واسطے یہاں پر صدیقؓ کی وجہ تسمیہ کے بارہ میں جو فاضل مورخ روضۃ الاحباب نے لکھا ہے۔ اس کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

۱ - یعرف فی التوریتہ بالصدیق ویرا بآں جہت صدیق خوانند یعنی توریت میں آپ کا نام صدیق تھا۔ اسواسطے انکو صدیق کہا کرتے تھے۔

۲ - یا بجہت آنکہ حضرتؐ باوے فرمود حق سبحانہٗ تعالےٰ ترا صدیق نام کردہ۔ یعنی یا اس وجہ سے کہ آنحضرت صلعم نے اُن کو فرمایا کہ خداوند کریم نے تمہارا نام صدیق رکھا ہے۔

۳ - یا بسبب آنکہ درقصہ معراج اول کسے کہ تصدیق آں سرورؐ فرمود او بود۔ یا اس لئے کہ معراج کی سب سے پہلے جس نے تصدیق کی وہ تھے۔

۴ - یا بواسطہ آنکہ مروی است اول کسے کہ تصدیق رسالت آں منبع جاہ وجلالت فرمود او بود صدیقش گفتند۔

یا اس لئے کہ سب سے پہلے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اسواسطے اُن کو صدیق کہتے تھے۔

۵ - وبعضے از اہل تحقیق برآنند کہ آں معدن تصدیق وتوفیق را بآں سبب صدیق خوانند کہ ظاہر وباطن او بر صدق وراستی مستقیم بود۔ والصدیق من لم یتغیر باطن امرہ من ظاہرہ۔ یعنی بعض محققین کے نزدیک اس تصدیق وتوفیق کی

کان کو اس لئے صدیق کہتے ہیں کہ اُن کا ظاہر و باطن صدق اور راستی پر قائم تھا۔ اور صدیق اس شخص کو کہتے ہیں جسکا ظاہر اس کے باطن سے مختلف نہ ہو۔ (بلکہ یکساں ہو)

۶ - وقیل الصدیق ھو الصادق قولاً و فعلاً و دیناً و عقلاً اور صدیق اسکو کہتے ہیں۔ جو صادق ہو۔ قول و فعل میں اور از روے دین اور عقل کے۔

۷ - و بعضے از عرفا بر آں اند صدیق کسے ہست کہ بذل کند کونین را در رویت حق تعالی مانند ابوبکر صدیق رض کہ چوں رسول صلے اللہ علیہ وسلم در تجہیز جیش اساری جوک از وے پرسیدکہ ما ابقیت لنفسک در جواب گفت اللہ و رسولہ مثنوی

از زبان صادق و بجان صدیق — چوں نبی مشفق و چو کعبہ عتیق
صدق او میزبان ایماں بود — مصطفےٰ ہر چہ خوہست او آں بود
ہمہ خویش کردہ در کارش — ہمہ او گشتہ بہر دیدارش
خواجہ با وقار آہستہ — دست لطفش شکستہ را بستہ

یعنی بعض عارفین کی یہ رائے ہے۔ کہ صدیق اس کو کہتے ہیں۔ جو اپنے مالک و مولا کریم کی خاطر دونوں جہان کی پونجی کو خرچ کر دے۔ جیسے کہ ابوبکر صدیق رض نے کی۔ کہ جب معرکہ تبوک کے لئے آنحضرت صلعم تیار ہو رہے تھے۔ تو ابوبکر سے پوچھا۔ کہ اپنے نفس کیلئے گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب میں عرض کیا کہ خدا و رسول کو۔

ابن ماجہ والی حدیث کا جواب

اب ابن ماجہ والی حدیث جو آپنے اعتراض میں پیش کی ہے۔ اس کا مختصراً جواب عرض کرتا ہوں۔

جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد اسکو کوئی اپنے پر چسپاں نہ کرے گا۔ مگر کذاب۔ اور میں نے دوسروں سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔ جناب مرتضوی علیہ السلام نے دعویٰ تو صدیق اکبر ہونیکا فرمایا۔ مگر ساتھ ہی اس کے تحدید کر دی ہے کہ میرے بعد اس لقب شریف کو اپنی ذات کیساتھ کوئی تجویز نہ کرے۔ سو اس میں مشکل اُن لوگوں کیلئے ہے جو ابوبکر رض کو سابق الایمان نہیں مانتے۔ جب ہم ابوبکر رض کو علی علیہ السلام سے سابق الایمان مانتے ہیں۔ تو پھر ہم پر اس تنبیہ کی زد کس طرح پڑسکتی ہے؟ اور ساتھ ہی اس کے

ہم جناب علی علیہ السلام کے بعد کسی کو صدیق اکبر بھی نہیں مانتے ہیں۔

نماز میں سابق ہونیکا جواب

باقی رہا نماز میں سابق ہونے کا ثبوت سو وہ بھی خدا کے فضل سے ایسا محکم ثبوت ہمارے پاس ہے۔ کہ بقول شخصے اگر سارے جہاں کے شیعہ اسکی تردید کرنا چاہیں۔ تو انشاءاللہ قادر نہ ہو سکیں گے۔

حیدر علی فاضل شیعہ نے اپنی کتاب کشکول میں ایک حدیث لکھی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ اپنے اصحاب میں بیٹھکر فرمایا کرتے تھے۔ کہ نہیں سبقت کی ابوبکر نے نماز اور روزے میں تم سب سے لیکن بباعث اس چیز کے جو اس کے دل میں جم گئی۔ وکان النبیؐ یقول دائماً بین جماعتہ اصحابہ ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا بصلوٰۃ ولکن بشیئ وقرفی صدرہ۔ اس روایت کو قاضی نوراللہ شوستری نے بھی مجالس المومنین میں لیا ہے۔ دیکھو زیر ترجمہ سلمان فارسی۔ یاد رہے کہ صلیت قبل الناس سبع سنین یہ قول ہے۔ جناب علی علیہ السلام کا اور ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا بصلوٰۃ یہ حدیث نبویؐ ہے اب دونوں قولوں میں سے چاہے جناب علی علیہ السلام کے قول کو مقدم مانو چاہے رسول صلعم کے قول کو۔

ایک عجیب روایت

یہاں تک میں لکھ چکا تھا۔ کہ ایک امر عجیب و دلچسپ و نتیجہ خیز حوالہ ایک معتبر تاریخ کا میری نظر پڑ گیا۔ آگے ہی اس جواب میں اندازہ سے زیادہ طول ہو گیا ہے۔ میں ڈرتا ہوں ناظرین کی طبائع ملول نہ ہوں۔ مگر یہ ایسا حوالہ ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد معاً وہ ملال انشاءاللہ زائل ہو جائیگا۔ اور متلاشیان حق کی روح مسرت کے وجد میں آجائیگی۔

یہ مورخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ اور پیغمبر اور خدیجہؓ اور جبرئیلؑ نے مل کر نماز پڑھی۔ یہ ظہر کی نماز تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد علی علیہ السلام ایمان لے آئے۔ اور وہ اسوقت گیارہ سال کے تھے۔ پھر جو نماز پڑھی وہ عصر کی تھی۔ جبرئیلؑ امام بنے۔ اس کے بعد زیدؓ بن حارثہ رسول صلعم کے غلام مسلمان ہوئے۔ تو پھر سب نے نماز پڑھی۔ یہ شام کی نماز تھی۔ لیکن "دل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم باسلام زنے و کودکے و غلامے خورسند نشد بہ شبگیر ابوبکر صدیق مسلمان شد باز نماز گذاردند وقت نماز خفتن بود پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم باسلام ہیچکس

چناں خرم نہ شد۔ کہ باسلام آوردن ابوبکرؓ اوّل کسے کہ از مرداں مسلمان شد ابوبکرؓ ہست وازنان خدیجہؓ وازکودکان علیؓ وازبندگان زیدبن حارثہ۔ بسخن ابوبکر بعضی اکابر مسلمان شدند چوں عثمانؓ عفان وطلحہؓ وزبیرؓ بن عوام وسعدوقاص وعبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم تاریخ گزیدہ قلمی صـ ۱۳۷ موجودہ ایبریل لائبریری کلکتہ۔

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا دل ایک عورت اور لڑکے اور ایک غلام کے ایمان لانے سے خورسند نہیں ہوتا تھا۔ رات کے وقت ابوبکر مسلمان ہو گئے۔ پھر جو نماز پڑہی تو خفتن کی نماز تھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے اسلام لانیسے اسقدر خورسند نہ ہوئے جسقدر کہ ابوبکر کے ایمان نے آنیسے اب فرمایئے اس مورخ نے تو فیصلہ ہی کر دیا۔ کہ ابوبکر بھی اسی دن ایمان لائے جسدن علی علیہ السلام اور نماز پڑھنے میں بھی سب برابر رہے۔ اب علی علیہ السلام کا سات برس لوگوں سے پہلے نماز پڑہنا کہاں سے نکالوگے۔ ہاں سبع سنین کی جگہ سبع ساعات کہو تو شاید پھر کوئی تخالف واقع نہیں ہوتا۔

محققین اہل سنت کا جواب

معزز ناظرین یہانتک تو میری ذاتی تحقیق ہے۔ اب جو اس ابن ماجہ والی روایت کا جواب محققین اہلسنت نے دیا ہے۔ وہ بھی سن لیجیے جناب علی علیہ السلام نے یہ فرما کر کہ میرے بعد کوئی صدیق اکبر نہیں ابوبکر صدیق کو خود مستثنیٰ کر دیا ہے۔ کیونکہ صدیقیت کبریٰ کا شرف ان دونوں کو حاصل ہوا اس لئے کہ دونوں بزرگوار نزول وحی کے ساتھ ہی ایمان لے آئے۔ لیکن اتنا فرق ہے۔ کہ ابوبکر عاقل و بالغ تھے اور علی علیہ السلام طفل تھے۔ اور آپ کا یہ قول صلیت قبل الناس اس میں جو الف و لام ہے عہد کا ہے۔ جنس کا نہیں ہے۔ کیونکہ باتفاق فریقین سب سے پہلے نماز پڑھنے والے تو رسول صلعم اور خدیجۃ الکبریٰ اور بقول بعض زید بن حارثہ ہیں۔ یا اس سے یہ مراد ہے کہ نماز فریضہ سے پہلے کی نماز کیونکہ نماز جو فرض ہوئی ہے۔ وہ شب معراج میں سبت کی رات ستر ہویں رمضان شریف کو ہجرت سے پہلے ڈیڑھ سال کو ہوئی ہے۔ اور خیر الرجال نے بعض محققین سے ذکر کیا ہے کہ نماز فرض ہوئی ہجرت سے پہلے مکہ میں نبوت سے بارہ ۱۲ برس بعد اور اس سے ماقبل نماز سے مراد تسبیح و تہلیل ہے۔ جو لوگ کیا کرتے تھے۔ دیکھو حاشیہ بر حدیث مذکور بحوالہ انجاح ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی صـ ۱۲۰

بشارات القرآن

(سلسلہ کے لئے دیکھو تشحیذ ماہ جون ۱۹۱۸ء)

پیشگوئی نمبر ۸۵

اعراف ع ۔ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰى إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ یعنی خدا وہ ہے ۔ جو بھیجتا ہے ہواؤں کو بطور خوشخبری نباتات کے پہلے رحمت اپنی کے ۔ حتےٰ کہ ٹکڑے بادلوں کے جمع ہو کر بوجھل ہو جاتے ہیں ہلاتے ہیں وہ پانی شہر مردہ کو ۔ پس نازل کیا اسنے پانی پھر نکالے ساتھ اُسکے تمام میوہ جات ۔ اسیطرح زندہ کرینگے ہم مردوں کو تاکہ تم کچھ نصیحت پکڑو ۔

ان آیات میں بھی ام القریٰ کے لئے ایک تمثیلی پیشگوئی سنادی کہ غور کرو ۔ کہ جسطرح آسمانی بارش سے زمین مردہ کو ہم زندہ کرتے ہیں ۔ اسیطرح وحی اللہ کی روحانی بارش سے مُردے زندے ہونگے ۔ اور زمین کو تعلیم اسلام و توحید سے ہم عنقریب ہی سرسبز بنا دینگے اور بنا بھی دی ۔ نبوت کے ایام موسم بہار کے ہوتے ہیں ۔ جو کسی کے اندر ہوتا باہر آجاتا ہے ۔

پیشگوئی نمبر ۸۶

اعراف ع ۔ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ إِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

ترجمہ :۔ بیشک بھیجا ہم نے نبی نوح کو اسکی قوم کیطرف ۔ اے قوم عبادت کرو اللہ کی ۔ نہیں کوئی الٰہ تمہارے لئے بجز اُسکے ۔ اور بیشک میں ڈرتا ہوں ۔ اس دن عظیم سے کہ تم پر عذاب الٰہی آجاوے ۔

آیت ہذا میں بھی اہل مکہ کو واقع نوح کا بطور پیشگوئی کے سنادیا ۔ کہ بسبب بت پرستی

اور مخالفت حق کے تمہیں بھی ایکدن عظیم عذاب کا آنے والا ہے۔ جو تمہارے لئے قوم نوح کی مانند ہوگا۔ اور مسلمانوں کے لئے عید اعظم۔ سو کون نہیں جانتا کہ یہ پیشگوئی غزوہ بدر و یوم الفتح مکہ میں پوری ہوئی۔ اور اسطرح خدا کی بات پوری ہوئی۔

پیشگوئی نمبر ۸۷

اعراف ع۔ وَقَالُوا يَاصَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝

قوم صالح نبی کی جب نافرمانیوں میں بڑھی تو اپنے نبی سے کہدیا۔ کہ لے آ ہمارے پاس وہ عذاب جسکا تو وعدہ سناتا ہے ہمکو اگر ہے تو سچے مرسلوں سے۔ پس پکڑ لیا۔ انکو زلزلہ نے۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔

آیت ہذا میں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو یہ واقعہ سناکر ایک پیشگوئی سنادی۔ کہ اگر تم نے بھی اپنے مرسل من اللہ کیساتھ منکرانہ سلوک کیا۔ تو ہم تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک کرینگے۔ جو ہماری سنت ہے۔ پھر قوم ہود نبی اور شعیب نبی کا عذاب سنایا یہ سب پیشگوئیاں ہیں۔

پیشگوئی نمبر ۸۸

اعراف ع۱۲۔ أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۝ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۝

ترجمہ۔ کیا بے ڈر ہو گئے۔ کہ بستی والے اس سے کہ آوے ان پر عذاب ہمارا رات کو بحالیکہ وہ سو رہے ہوں۔ یا کیا نڈر ہو گئے بستی والے۔ اس سے کہ آوے انکے پاس ہمارا عذاب جنگ بوقت چاشت اور وہ کھیلوں میں مشغول ہوں۔ پھر کیا نڈر ہو گئے۔ اللہ کی تدبیر سے۔ اور کبھی بے ڈر نہیں ہوتے اور اللہ کی باریک تدبیر سے مگر خسارہ پانیوالے دین و دنیا میں۔

یہ بھی اہل القریٰ وام القریٰ کے لئے پیشگوئیاں تھیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر سب پوری ہو گئیں۔ (اور ضحیٰ کے وقت میں ہی فتح مکہ ہوا تھا) +

درس الحدیث

(از افاضات سیدنا اولوالعزم)

باب - واذکر فی الکتاب مریم الخ

حدیث مسلم بن ابراہیم - لم یتکلم فی المھد الا ثلاثة - تین آدمیوں نے بچپن میں کلام کیا ہے۔ میں نے کئی دفعہ اپنا یہ عقیدہ بیان کیا ہے - کہ جہاں ہمارا کوئی حرج نہ ہو شریعت کے حکم کے کوئی خلاف نہ ہو - ایسی بات کو مان لینا چاہیئے مگر یہاں میں اسکے ظاہری معنے ماننے سے مجبور ہوں کیونکہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا - کہ حضرت عیسیٰ نے کسطرح کلام کیا - آپ نے امۃ الحفیظ (جو میری چھوٹی بہن ہے - اسوقت اڑھائی سال کی تھی) کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ جسطرح حفیظہ کلام کرتی ہے - اگر میں نے دریافت نہ کیا ہوتا - تو یہی ظاہری معنے کرتا - مگر میں چونکہ دریافت کر چکا ہوں اس لئے مجبور ہوں - میں اس کے یہی معنی کرونگا - کہ انکی عمر جس میں اُنہوں نے کلام کیا - اتنی ہی جتنی عمر میں ایک بچہ بخوبی باتوں کو سمجھ سکتا ہے۔

راعی کا لڑکا جو بولا ہے تو وہ بس اتنی ہی عمر میں بولا ہے - کوئی اگر یہ سوال کرے کہ اُسے کسطرح علم ہوا کہ میرا باپ راعی ہے - تو یہ ایک معمولی بات ہے - جب بچہ سمجھدار ہو جاوے - تو وہ سمجھ سکتا ہے - جب اسکی ماں اس راعی کیطرف اکثر آتی جاتی - اس سے اس نے سمجھ لیا کہ یہی میرا باپ ہے - یا اللہ تعالیٰ نے اسے رویاء کے ذریعہ بتلا دیا - کہ تمہارا باپ یہ ہے - میں نے دیکھا ہے کہ ڈیڑھ ڈیڑھ سال کے بچے کو رویاء ہو جاتی ہے - ناصر احمد میرا لڑکا اس نے ایکدفعہ رویاء میں دیکھا - کہ کالا کتا ہے - وہ اسکی روٹی جو وہ کھا رہا تھا - کھا گیا - وہ فوراً کتا کتا کرتا ہوا اٹھا - دریافت کرنے سے اس نے بتلا دیا کہ کالا کتا میری روٹی کھا گیا ہے - اسکے بعد وہ سخت بیمار ہو گیا - اُسے یہ نظارہ دکھلا دیا گیا - کالا کتا بیماری ہوتی ہے۔

دوسرا بچہ جسکی ماں نے ایک سوار کو دیکھکر دعا مانگی کہ الٰہی میرا بچہ بھی ایسا ہو - تو اس نے کہا الٰہی نہیں مجھے ایسا نہ بنائیں - اور لونڈی کو دیکھکر کہا مجھے ایسا بنانا - اسکی ماں نے کہا لیجئے ذرا کہ تو اس کا یہ کہنا ہمیں بتلا رہا ہے کہ بچہ سمجھدار تھا - دیکھ سکتا تھا اور بول سکتا تھا - پھر یہ بھی قرینہ

کہ اگر وہ بچہ واقعی ایک سال کا ہوتا۔ تو اسکی ماں اسے بولتے دیکھتی تو فوراً سمجھتی کہ یہ پاگل ہے یا جن ہے۔ اور اسے پھینک کر دوڑ جاتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو کبھی نہ سنی نہ دیکھی گئی۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ ماں نے اپنے بچے سے ڈر کر اسے پھینک دیا۔ یہ دونوں قرینے بتلا رہے ہیں۔ کہ وہ بچہ خوب سمجھ سکتا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس بچہ نے اعلےٰ درجہ کا انسان بننا ہوگا۔ اسلئے خدا تعالےٰ نے اُسے بذریعہ رویا سمجھا دیا کہ سوار متکبر جبار ہے۔ ظالم ہے۔ اس لئے اُسنے کہا خدا مجھے ایسا نہ بناوے۔ اور لونڈی نیک طینت۔ اسپر لوگ ناحق الزام لگاتے تھے۔ اس لئے اس نے ایسا ہی بننے کی خواہش کی۔ جو بچے رشید ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ اور ان کے دنمیں بدی سے بچنے نیکی پر چلنے کی خواہش ہی ہوتی ہے۔ فقط ✦

تصوّف

ایک پُرانی نایاب قلمی منظوم کتاب سے

(صرف تشحیذ کیلئے)

قطع چیست از جائے سفل افتادنست
شیشۂ از دستِ طفل افتادنست

قدس چیست اصلِ جدائی دیدنست
صبحِ صدق آشنائی دیدنست

طمع چیست از گل بجز افتادنست
ہمچو خر بریک لتق افتادنست

پاس چیست از زدن دل خستگاں
پس بریدن از ہمہ پیوستگاں

صعب چیست از ضعف زیر افتادنست
قوتِ پیلے را بہ مورے دادنست

کشف چیست از خاک در خون جستن است
ہم درونِ پردہ بیروں جستن است

صبر چیست از تشنگی خود مردنست
جملہ را سیراب احساں کردنست

دغا چیست از کوہ چشمہ زادنست
گفتن است و خلعت آں دادنست

ہمت چیست از دام ہستی جستن است
ہر دو لب از ماسوی اللہ بستن است

خلق چیست از خاک عرش کردنست
باسگاں ہمسائگی خوش کردنست

رنج چیست از بند مطلق گشتن است
فانی خود باقی مطلق گشتن است

اگر

آپ اپنے بچوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہوں تو

لال شربت

پلاویں کلیجہ کی کمزوری و کھانسی و لاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلاویں پیدائش کے وقت سے ہوشیار رہئے کہ یہ دوا ایک سال کا ہو کر تو پینے میں شیریں اور رنگ سرخ ہونیکی وجہ سے بچے بہت ہی خوشی سے پیتے ہیں آپ بھی اپنے بچوں کو ضرور اس کا استعمال کرائیے قیمت بارہ آنہ فی شیشی محصولڈاک چار آنہ (۱۲؍)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

جلدی بیماری کی دواء

یہ تیل کئی بیک مفید دیسی اور ولایتی اسپتال کی تجربہ کی ہوئی دواؤں سے بنایا گیا ہے۔ اس سے ہر اقسام کے جلدی بیماری یعنی چمڑے کا مرض مثلاً خارش کھجلی و چھاجن ایریس وغیرہ رفع ہوجاتے ہیں۔ برص سے خراب ہوئے چمڑے میں بھی یہ اچھا فائدہ دکھلاتا ہے۔ مگر اس حالت میں تیل لگانے سے پورا فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ اس وجہ سے تیل لگانے کیساتھ ہی خون صاف کرنیوالی دوا ایڈوانیرڈ سالسا بھی حسب ہدایت استعمال کرنا چاہئے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ایک سے چار تک ۸ سالسا قیمت ۱۲ محصول ۶

پرانے سوزاک کی دوا

سوزاک پرانا ہوجانے سے پیشاب میں جلن نہیں رہتی ہے لیکن پیشاب رک کر ہوتا ہے اور مواد بھی تھوڑا تھوڑا گرتا ہے جس سے گردہ میں داغ لگتا ہے مگر جیریوں کے کھانے سے یا دوسرے کسی سبب سے پھر مرض آجانے سے مواد زیادہ نکلنے لگتا ہے اور کبھی بند بھی ہو جاتا ہے جس سے زندگی وبال ہوجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک ۵

زخم کا مرہم

یہ زخم کا مرہم سب طرح کے زخموں میں فائدہ کرتا ہے۔ زخم کے کیڑے اس سے مر جاتے ہیں بدبو جاتی رہتی ہے۔ زخم صاف ہو کر جلد انگور کی طرح بھر آتا ہے اور نیا چمڑہ پیدا ہو کر زخم آرام ہوجاتے ہیں معمولی زخم سے لیکر سڑے گلے زخم تک یہ مساوی اثر دکھلاتا ہے۔ ایک اونس کی ڈبیہ قیمت ۱۰ زخم دھونیکی ٹکیہ مرہم لگانیکے ساتھ ہی زخم دھونا چاہئے۔ جس دوا سے زخم دھونیکا پانی بنتا ہے وہ چھوٹی چھوٹی ٹکیا کی صورت میں بنی ہوئی ہے۔ ایک ٹکیہ سے ایک گیلن زخم دھونیکا پانی بنتا ہے مرہم کیساتھ یہ ٹکیہ ملسکتی ہے قیمت فی ٹکیہ ۱؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ